اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

تقریظ

حضرت مولانا نور البشر صاحب دامت برکاتہم العالیہ
استاذ الحدیث ورفیق شعبۂ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

پسند فرمودہ

شیخ المشائخ محبوب الصلحاء والعلماء
حضرت مولانا نور محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی
استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی، امام وخطیب جامع مسجد رفاہ عام

تالیف

سید ریحان احمد
متعلم جامعہ فاروقیہ

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (القرآن)

''اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر (گناہ کرکے) ظلم کیا ہے وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔''

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

تالیف

سید ریحان احمد

متعلم جامعہ فاروقیہ

نامِ کتاب : اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

تاریخِ طبع : ربیع الثانی/ ۱۴۳۴ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۳ء

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : مکتبہ فکر آخرت

ملنے کا پتہ

رابطہ: 0333-3078477

جامع مسجد رفاہِ عام ملیر ہالٹ کراچی

www.fikreakhirat.org

انتساب

میں اپنی اس مختصر سی کتاب کو اپنے والدین اور تمام
اساتذہ کرام کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کی دعاؤں اور
دن رات کی کوششوں کی وجہ سے احقر کو یہ سعادت ملی۔

فہرست

باب دوم:

"توبہ کرنے والے اللہ کو پسند ہیں"

Noor-ul-Bashar

- Ustazul-Hadith Jamia Farooqia,Karachi
- Principal and president of Ma'had Usman Bin Affan Karachi

Date ______________   التاريخ ______________

Ref ______________   الرقم ______________

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والصلاۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد النبی الامی الصادق الوعد الامین ، وعلی آلہ وصحابتہ وتابعیھم ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین ۔ وبعد :

عزیز گرامی مولوی ریحان سلمہ اللہ تعالیٰ ہمارے جامعہ فاروقیہ کراچی میں دورۂ حدیث کے طالب علم ہیں ، اپنے فارغ اوقات زیادہ تر اپنے استاذ ومربی مولانا منظور یوسف صاحب کی صحبت میں گذارتے ہیں جو ماشاء اللہ اپنے علاقہ کے نوجوانوں کی دینی وذہنی تربیت میں مصروف رہتے ہیں ۔

اسی پُر تاثیر صحبت کا اثر ہے کہ عزیز موصوف نے ایک خوبصورت کتاب ترتیب دی ، کتاب کیا ہے ؟ توبہ واستغفار اور گناہوں سے بچنے والے اکابرین اور بزرگوں کے واقعات وقصص کا ایک شاندار گلدستہ ہے ۔

ان قصص وواقعات کے ساتھ انہوں نے توبہ واستغفار کی حقیقت ، اہمیت اور ان کے فوائد وثمرات بھی قلم بند کر دیئے ہیں ۔

کتاب مجموعی اعتبار سے دلچسپ اور پرکشش ہونے کے ساتھ ساتھ خصوصی طور پر آج کی نوجوان نسل کے لئے بہت خوبصورت تحفہ ہے ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ربِ ذو المنن عزیزِ موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہِ عالی میں شرفِ قبول عطا فرمائے ، اس کے دور رس اور دیرپا اثرات مرتب فرمائے ، اس کتاب کو ان کے اور ان کے والدین واساتذہ اور جمیع متعلقین کے واسطے صدقۂ جاریہ بنائے ۔ آمین یا رب العالمین ۔

وکتبہ

العبد الفقیر الی اللہ العزیز الغنی

نور البشر بن محمد نور الحق

عفا اللہ عنہما ۔

41/25-28,36/B,Landhi,Karachi-75160,Pakistan
Tel:(+92-21)38411388 Cell: (+92)3212492164

٢٨-٢٥/٤١، ٣٦بی، لانڈھی، کراتشي ٧٥١٦٠- باکستان.
تلفون: ٣٨٤١١٣٨٨ (٢١-٩٢+) جوال: ٣٢١٢٤٩٢١٦٤ (٩٢+)

شیخ المشائخ محبوب الصلحاء والعلماء

''حضرت مولانا نور محمد صاحب'' دامت برکاتہم العالیہ

جامع مسجد عثمانیہ بہادر آباد

الحمدلله وحده والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده

اما بعد،

اللہ تبارک وتعالیٰ رحمٰن رحیم کریم غفار ہے جس کی رحمت اور مغفرت اس قدر وسیع ہے کہ اس سے مایوسی سراسر کفر ہے۔ انسان کے گناہ زمین و آسمان کے درمیانی خلا کو بھر دیں، سمندروں پر حاوی ہو جائیں اور اپنی تاریکی کی وجہ سے سورج کی روشنی پر غالب آجائیں، تب بھی بندہ اگر صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ غفور رحیم سے معافی مانگ لے تو وہ اس کو معاف کردے گا اور فرشتوں کے لکھے ہوئے نامہ اعمال سے بھی مٹوا دے گا اور زمین کے جن خطوں پر بندے نے گناہ کئے تھے ان خطوں سے بھی اس کے گناہ بھلا دے گا اور انسان کے اپنے اعضاء جو قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دیں گے ان سے ساری شہادتیں مٹا دے گا۔

ماضی میں اللہ کے ایسے نافرمان لوگ بھی گزرے ہیں کہ جن کے شرور وفتن سے خلقِ خدا پریشان تھی، مگر جب ان کے دل کی کایا پلٹ گئی اور انہوں نے توبہ کی تو وہی لوگ جو راہزن تھے وہ رہبر بن گئے اور لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن گئے۔

زیرِ نظر رسالہ میں عزیزم مولوی ریحان احمد سلّمہ اللہ نے ایسے چند حضرات کے حالاتِ زندگی جمع کئے جن کی ابتدائی زندگی نافرمانیوں میں گزری مگر توبہ کرنے کے بعد اللہ نے ان کے فیض کو ایسا عام فرمایا جس سے امتِ مسلمہ کو بہت فائدہ ہوا۔

موصوف کے مرتب کردہ رسالے کو پڑھ کر ایک نافرمان آدمی کا توبہ کی طرف شوق بڑھ جاتا ہے اور اس کے دل سے مایوسی کی فضا ختم ہو جاتی ہے اور اسے توبہ کرنے پر اپنے گناہوں کی بخشش کی امید ہونے لگتی ہے اور گناہوں کی وجہ سے دل پر چھائی ہوئی یاس آس میں بدل جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ان کے والدین، اساتذہ اکرام اور رفقاء کی مغفرت کا ذریعہ بنائے اور ہر خاص و عام کے لئے اس محنت کو مفید بنائے، آمین۔

نور محمد

08-02-2013

عرضِ مؤلف

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ، اَمَّا بَعْدُ!

اللہ ربّ العزت نے ساری کائنات کو انسان کے واسطے پیدا کیا ہے، پوری کائنات کو انسان کی خدمت میں لگا دیا ہے اور انسان کو محض اپنی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (سورۃ الذریٰت آیت نمبر:۵۲)

''میں نے انسان اور جنات کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے''

جب تک انسان اپنے اس مقصدِ زندگی پر قائم و دائم رہتا ہے اور اسے پورا کرتا ہے تو اللہ کے ہاں معزز اور مقرب ہوتا جاتا ہے اور اس مقصدِ تخلیق میں جتنی ترقی کرتا جاتا ہے تو اُس کے اعزاز و اکرام اور قرب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، لیکن جب انسان مقصدِ حیات سے ہٹ کر زندگی گزارتا ہے تو وہ اللہ کے ہاں مبغوض بن جاتا ہے۔

لیکن جب یہی مبغوض ترین انسان اللہ کی طرف پلٹتا ہے اور اپنے گناہوں پر نادم ہو جاتا ہے توبہ اور استغفار کرتا ہے اور آئندہ زندگی شرعی اصول کے مطابق گزارتا ہے تو اللہ کا محبوب ترین بن جاتا ہے، اللہ کی ذات سے پُر امید ہو کر توبہ کرے تو اللہ معاف کرنے والا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (سورۃ الزمر آیت نمبر:۵۳)

''اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر (گناہ کر کے)
ظلم کیا ہے وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔''

مطلب یہ ہوا کہ جتنے بڑے گناہ کیوں نہ ہوں اور جتنے زیادہ کیوں نہ ہوں، موت سے

پہلے آدمی سچے دل سے توبہ کرلیتا ہے تو معافی ممکن ہے۔ شیطان کا حربہ یہی ہے کہ پہلے تو گناہ کرواتا ہے اور پھر مایوسی کے وسوسے دل میں ڈالتا ہے جس کی وجہ سے آدمی اللہ سے مزید دور ہوتا چلا جاتا ہے اور گناہوں کے دلدل میں ایسا پھنستا چلا جاتا ہے کہ اس سے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے اور بغیر توبہ کے موت آجاتی ہے۔

بندہ عاجز کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ایسے چند افراد کے حالاتِ زندگی ایک رسالے میں جمع کیے جائیں جن کی ابتدائی زندگی تو نافرمانی میں گذری لیکن جب توبہ کرلی تو اللہ نے ان کو بہت مقام عطا فرمایا اور سینکڑوں انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بن گئے۔ اور ظاہر ہے جب مجھ جیسا گناہ گار ان نامور شخصیات کی ابتدائی زندگی اور توبہ کے بعد والی زندگی کا موازنہ کرے گا تو دل میں اللہ کی طرف سے عفو و درگزر کی امید پیدا ہوگی اور توبہ کی طرف متوجہ ہوگا، اور ان مذکورہ واقعات کے ساتھ توبہ کی اہمیت اور فضائل وغیرہ پر بھی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''احیاء العلوم'' سے اقتباسات پیش کیے گئے ہیں اور واقعات کے حوالاجات بھی درج کردیے گئے ہیں اور بندہ ناچیز اس جہد قصیر میں استاذ محترم حضرت مولانا منظور یوسف صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے مسلسل مشاورت کرتا رہا، انہوں نے اپنی قیمتی آراء سے نوازا اور اس موضوع پر بہترین مواد کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اللہ میری اس کوشش اور استاذ محترم کے خلوص کو قبول فرمائے اور ہمارے اس عمل کو مجھ عاصی اور دیگر مسلمانوں کے لئے نافع بنائے۔ آمین

سید ریحان احمد بن سید صابر حسین

متعلم جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کا اسلام لانا

حضرت عمرؓ نے جس طرح اسلام کی زبردست خدمت کی اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کی اسی طرح اسلام لانے سے پہلے اسلام کی دشمنی اور نبی اکرم ﷺ کی مخالفت میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔اس مخالفت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے، خالق ارض وسماوات نے ان کی قسمت میں اسلام لکھا تھا، اچانک قرآن کی آیات سے ایسا متاثر ہوئے کہ دل پلٹ گیا۔

حضرت عمرؓ کے دل پر قرآن کا اثر :

حضرت عمرؓ ایک روز رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے تو راستے میں کسی شخص نے کہا کہ پہلے اپنی بہن اور بہنوئی کی خبر تو لو، جس دین کی وجہ سے تم رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنا چاہتے ہو وہی دین اب تمھاری بہن اور بہنوئی قبول کر چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ فوراً بہن کے گھر آئے وہ قرآن پڑھ رہی تھیں، ان کو خوب زدوکوب کیا مگر ان کی استقامت دیکھ کر سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ آخر وہ کیسا کلام ہے پڑھ کر تو دیکھوں۔ چنانچہ سورۃ طٰہٰ اوراق پر لکھی ہوئی دیکھی اس کو پڑھنے لگے، یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (1)

”بے شک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں

تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔“

---

(1) سورۃ طٰہٰ آیت نمبر:۱۴۔

قرآن کریم کی ان آیات کو پڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے ساختہ بول اٹھے:

مَا اَحْسَنَ هٰذَا الْكَلَامُ وَ اَكْرَمَهٗ

''کیا ہی اچھا اور بزرگ کلام ہے۔''

حضرت خباب رضی اللہ عنہ، جو وہیں موجود تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ڈر سے چھپ گئے تھے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ سن کر کہا: ''اے عمر تم کو بشارت ہو میں امید کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے خباب مجھے آپ ﷺ کے پاس لے چلو''، حضرت خباب رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر دارِارقم کی طرف چلے جہاں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوا کرتے تھے۔ دروازہ بند تھا دستک دی اور اندر آنے کی اجازت چاہی یہ معلوم کر کے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر آنا چاہتے ہیں کوئی شخص دروازہ کھولنے کی جرأت نہ کرتا تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''دروازہ کھول دو اور آنے دو اگر اللہ نے عمر کے ساتھ خیر اور بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے تو اللہ اس کو ہدایت دے گا اور وہ اسلام لے آئے گا اور اللہ کے رسول کی اتباع کرے گا ورنہ تم اللہ کے حکم سے اس کے شر سے محفوظ اور مامون رہو گے ورنہ عمر کا قتل کر دینا ہم پر کوئی دشوار نہیں''، اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''اگر عمر خیر کے ارادے سے آ رہا ہے تو ہم بھی اس کے ساتھ خیر کا معاملہ کریں گے اور اگر شر کے

ارادے سے آرہا ہے تو اسی کی تلوار سے اسے قتل کریں گے" اور رسول اللہ ﷺ نے بھی دروازہ کھولنے کی اجازت دی دروازہ کھول دیا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں نے میرے دونوں بازو پکڑے اور آپ ﷺ کے سامنے لاکر مجھ کو کھڑا کیا، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ چھوڑ دو اور میرا کرتہ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور کہا: "اے خطاب کے بیٹے اسلام قبول کرلے"، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الدِّيْنَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

"اے اللہ یہ عمر بن خطاب حاضر ہے اے اللہ اس سے اپنے دین کو عزت دے۔"

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اے عمر کیا تو اس وقت تک باز نہ آئے گا جب تک خدائے عزوجل تجھ پر کوئی رسوا کن عذاب نازل نہ فرمائے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ ایمان لاؤں اللہ پر اور اسکے رسول پر اور جو کچھ اللہ کے پاس سے نازل ہوا، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام پر اہل آسمان اور اہل زمین کی خوشی :

رسول اللہ ﷺ نے فرطِ مسرت سے با آوازِ بلند تکبیر کہی جس سے تمام اہل دار نے پہچان لیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو جبریل امین نازل ہوئے اور یہ فرمایا اے محمد ﷺ تمام اہل آسمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے مسرور اور خوش ہوئے۔

فائدہ :

اس واقعہ میں امت کے گناہ گاروں کے لئے بہت بڑا سبق ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ معاف کردیتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اسلام سے دشمنی کس قدر خطرناک تھی اور خاص کر کے رسول اللہ ﷺ کے قتل کا ارادہ کرنا، لیکن اللہ نے جب ہدایت کا فیصلہ فرمایا تو چند لمحوں میں زندگی ہی تبدیل ہوگئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے اسباب :

پہلا سبب : حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا سب سے بڑا اور پہلا سبب تو رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے۔

دوسرا سبب : ان کی بہن کی استقامت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی استقامت دیکھی تو سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ اس دین میں کوئی تو خوبی ہے کہ میری بہن مار کو تو قبول کر رہی ہے لیکن اسلام سے پیچھے نہیں ہٹ رہی ہیں۔

تیسرا سبب : سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیات ہیں جو اس قدر دل سوز تھیں کہ پڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دل اسلام کے لئے نرم پڑ گیا۔ (۱)

(۱) سیرت مصطفیٰ ﷺ

حضرت عبداللہ وحشی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو آپ جانتے ہی ہیں کہ جنگ احد میں سرور دو عالم ﷺ کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور بہت بے دردی سے قتل کیا۔ آپ ﷺ کو اس دن اتنا دکھ ہوا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بدلے میں ستر کافروں کے ساتھ یہی معاملہ کروں گا اور اللہ کی قسم کھائی اللہ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ (۱)

''اور اگر تم ان کو تکلیف دینا چاہو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف تم کو ان سے پہنچی''،

آپ بھی کسی ایک کافر کے ساتھ ایسا کریں، ایک یا چند کے بدلے میں ستر کافروں کو نہیں مار سکتے لیکن:

وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَيۡرٌ لِّلصّٰبِرِيۡنَ (۲)

''اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت اچھا ہے۔''

نبی ﷺ کا صبر :

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے صبر کو میرے لئے خیر فرمایا اے میرے صحابہ سن لو میں صبر اختیار کرتا ہوں، اب کسی سے بدلہ نہیں لوں گا اور میں قسم توڑتا ہوں، اور آپ ﷺ نے قسم کا کفارہ ادا فرمایا (۳) اور کچھ عرصہ بعد حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو اب اسلام پیش کیا جا رہا ہے۔ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جو سرور دو عالم ﷺ کے

---

(۱) سورۃ النحل آیت نمبر:۱۲۶۔

(۲) سورۃ النحل آیت نمبر:۱۲۶۔

(۳) معارف القرآن ص۴۲۲ ج ۵۔

سگے چچازاد بھائی ہیں روایت کرتے ہیں:

بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلیٰ وَحْشِیِّ یَدْعُوْہُ اِلَی الْاِسْلَامِ

"سرورِدوعالم ﷺ نے اسلام کی دعوت دینے کے لئے پیغام بھیجا کہ اے وحشی ایمان لے آؤ۔"

فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ

"تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف جواب بھیجا۔"

کیا پیغام بھیجا؟ کہ آپ ﷺ ہی تو فرماتے ہیں:

اِنَّ مَنْ قَتَلَ وَ اَشْرَکَ اَوْ زَنٰی

"جو شرک کرے گا، قتل کرے گا، زنا کرے گا"،

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا یُّضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیَخْلُدْ فِیْہٖ مُھَانًا[1]

"اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق پر (یعنی حکم شریعت کے مطابق) اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا، قیامت کے دن اس کو دُوگنا عذاب ہوگا اور ذلت وخواری سے اس میں ہمیشہ رہے گا۔"

---

(۱) سورۃ الفرقان آیت نمبر: ۶۸، ۶۹۔

كَيْفَ تَدْعُوْنِي اِلٰى دِيْنِكَ

''آپ مجھے اسلام کی طرف کیسے دعوت دے رہے ہیں''،

وَاَنَا قَدْ فَعَلْتُ ذَالِكَ كُلَّهٗ

''میں نے تو ان میں سے کوئی کام بھی نہیں چھوڑا۔''

قتل بھی ایسی شخصیت کو کیا جو اسلام میں سب سے محترم شخصیت تھی میں اس کا قاتل ہوں اور گناہ کے سب کام کیے۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمت :

اللہ نے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے اسلام کے لئے دوسری آیت نازل فرمائی، دیکھئے اللہ کا کرم ہے، ایسے مبغوض، ایسے مجرم، رسول اللہ کے چچا کے قاتل پر اللہ کی رحمت کیسے برس رہی ہے، کیا ٹھکانہ ہے اس کے حلم کا! دو آیات نازل ہو رہی ہیں ان کے اسلام لانے کے لئے:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا[1]

''مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے۔''

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ وحشی رضی اللہ عنہ کو پیغام دے دیں کہ:

''اگر وہ توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں اور صالح اعمال کرتے رہیں تو میں ان کے ایمان اور اسلام کو قبول کرتا ہوں۔''

دنیا میں ہے کوئی ایسا حلم والا جو اپنے محبوب عزیز کے قاتل کو اس طرح بخشے گا؟ سرورِ عالم ﷺ

---

(۱) سورۃ الفرقان آیت نمبر: ۷۰۔

نے اس آیت کو جب حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو اس پر ان کا پیغام سنئے، کہتے ہیں:

هٰذَا شَرْطٌ شَدِيْدٌ

''یہ تو بڑی سخت شرط ہے۔''

کیونکہ میں توبہ کرسکتا ہوں، ایمان لاسکتا ہوں لیکن وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً ساری زندگی نیک عمل کرتا رہوں اس میں ذرا مجھے اپنے بارے میں اعتماد نہیں ہے،

لَعَلِّیْ لَا اَقْدِرُ عَلَیْهِ

''میں شاید اس پر قادر نہ ہوسکوں۔''

اب تیسری آیت نازل ہورہی ہے، دیکھئے اللہ اسلام کے بدترین مجرم کے لئے آیت پر آیت نازل فرمارہے ہیں اور یہ ناز نخرے دکھا رہے ہیں، ہے کوئی ایسا دل گردے والا جو اپنے دشمن کے ناز نخرے برداشت کرے؟ لیکن اللہ کی رحمت غیر محدود کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا کہ یہ ایمان لانے کے لئے شرطیں لگا رہے ہیں، پیغامات کے تبادلے ہورہے ہیں اور ان کے لئے قرآن کی آیات لے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد و رفت ہورہی ہے، کوئی ٹھکانہ نہیں میرے رب کی لامحدود رحمت کا، تیسری آیت نازل فرمائی:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ [1]

''خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے
اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا۔''

---

(۱) سورۃ النساء آیت نمبر:۱۱۶

یعنی حضرت وحشی ﷺ اگر ایمان لائیں اور شرک سے توبہ کر لیں تو عمل صالح کی بھی قید ہٹادی، وَ یَغْفِرُمَا دُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں اللہ بخش دے گا جس کے لئے چاہے گا، اب ان کا جواب سنئے:

اُرَانِی بَعْدُ فِیْ شُبْھَةٍ

''میں ابھی شبہ میں ہوں۔''

کیونکہ اس آیت میں اللہ نے مغفرت کی آزادی نہیں دی بلکہ مغفرت کو اپنی مشیت سے مقید کر دیا کہ جس کو میں چاہوں گا اس کو بخش دوں گا، مجھے کیا پتہ کہ اللہ کی مشیت میرے لئے کیا ہوگی، وہ میرے لئے مغفرت چاہیں گے یا نہیں،

فَلَا اَدْرِیْ یَغْفِرُلِیْ اَمْ لَا؟

''پس میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے بخشیں گے یا نہیں۔''

گناہ گاروں پر اللہ کی رحمت :

اب چوتھی آیت نازل ہو رہی ہے:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۱)

''(اے پیغمبر ﷺ میری طرف سے لوگوں کو) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا، خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔''

---

(۱) سورۃ الزمر آیت نمبر:۵۳۔

قرآن کی یہ آیت اس قدر اہمیت رکھتی ہے اور نبی اکرم ﷺ کو اس قدر پسند آئی کہ اس آیت کے نزول کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدنیا بِھٰذِہِ الاٰیۃِ [1]

''یہ آیت مجھے اتنی محبوب ہے کہ اگر اس کے بدلے میں
مجھے پوری کائنات مل جائے تو وہ عزیز نہیں۔''

اللہ فرماتے ہیں:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ

''اے محمد ﷺ آپ میرے گناہ گار بندوں کو بتا دیجئے کہ اے میرے وہ بندو
جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کرلیں، ظلم کرلئے، بے شمار گناہ کر لئے''،

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ

''تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو''

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا

''یقیناً اللہ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا۔''

اللہ کی رحمت تین تاکیدوں کے ساتھ :

اب مشیت کی بھی قید نہیں ہے اس قید کو بھی میں ہٹا رہا ہوں تاکہ میرے گناہ گار بندے مایوس نہ ہوں۔ اِنَّ تاکید کے لئے ہے، اَلذُّنُوْبَ پر الف لام استغراق کا ہے یعنی کوئی

---

(۱) مشکوٰۃ

گناہ ایسا نہ ہوگا جس کو اللہ نہ بخش دے اور جَمِیْعاً میں بھی تاکید ہے تین تاکیدوں سے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم تمام گناہوں کو بخش دیں گے۔اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ یہ جملہ تعلیلیہ ہے، یعنی وجہ بھی بتادی کہ ہم کیوں بخش دیں گے کیونکہ اللہ بڑا ہی بخشنے والا، بڑا ہی رحمت والا اور اپنے پاک نام غفور کو رحیم پر مقدم فرمایا کہ معلوم بھی ہے کہ ہم بندوں کو کیوں بخش دیتے ہیں؟ بوجہ اپنی شان رحمت کے ہم تمہاری مغفرت فرماتے ہیں میری رحمت محدود نہیں ہے، میری غیر محدود رحمت کے سامنے تمہارے گناہ ایسے ہیں جیسے ایک چڑیا سمندر سے ایک قطرہ اٹھالے۔ جو نسبت اس قطرہ کو سمندر سے ہے اتنی بھی تمہارے گناہوں کو میری غیر محدود رحمت و مغفرت سے نہیں۔

اس آیت کے نزول کے بعد، حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا کام بن گیا اور حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے کہا:

نِعْمَ ھٰذَا

''یہ بہت اچھی آیت ہے''

فَجَاءَ وَ اَسْلَمَ

''پھر آئے اور اسلام قبول کرلیا''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ:

اَھٰذَا لَہٗ خَاصَّۃٌ اَمْ لِلْمُسْلِمِیْنَ عَامَّۃٌ

''کیا یہ آیت حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے لئے خاص ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بَلْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً[1]

''قیامت تک کے تمام مسلمانوں کیلئے اللہ کا یہ فضل عام ہے۔''

فائدہ :

اللہ کی رحمت کی انتہا دیکھیں کہ حضرت عبداللہ بن وحشی ؓ کے ایمان کے لئے اللہ نے چار آیتیں اتاریں، اللہ اپنے بندوں سے کتنا پیار کرتا ہے۔ اس واقعے میں گناہ گاروں کے لئے بڑا پیغام ہے مرنے سے پہلے جب بھی اللہ کے دروازے پر آ جائیں تو وہ معاف کرنے والا پروردگار ہے۔

---

(۱) تفسیر بغوی ورازی

۱۰۰ آدمیوں کے قاتل کی بھی توبہ قبول ہوسکتی ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے کسی امت میں ایک آدمی تھا جس نے اللہ کے ننانوے بندے قتل کئے تھے (ایک وقت آیا کہ اس کا دل نادم ہوگیا اور اپنے کیے پر شرمندہ ہونے لگا، اپنے انجام اور آخرت کی فکر پیدا ہوئی) تو اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس علاقے کا سب سے بڑا عالم کون ہے (تا کہ اس سے جا کر پوچھے کہ میری بخشش کی کیا صورت ہوسکتی ہے) لوگوں نے اسے ایک راہب (کسی بزرگ درویش) کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ میں (ایسا بد بخت ہوں) جس نے ننانوے خون کیے ہیں، تو کیا ایسے آدمی کی بھی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ (اور وہ بخشا جاسکتا ہے؟) اس راہب بزرگ نے کہا: بالکل نہیں، تو ننانوے آدمیوں کے اس قاتل نے اس بزرگ کو بھی قتل کر ڈالا اور سو کی گنتی پوری کردی (لیکن اس کے دل میں پھر وہی خلش اور فکر پیدا ہوئی) اور اس نے پھر لوگوں سے کسی بہت بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے اس کو کسی بزرگ عالم کا پتہ بتا دیا، وہ ان کے پاس بھی پہنچا اور کہا کہ: میں نے سو (۱۰۰) خون کیے ہیں تو کیا ایسے گناہ گار کی بھی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ (اور کیا وہ بخشا جاسکتا ہے؟) انہوں نے کہا: ہاں ہاں! (ایسے شخص کی بھی توبہ قبول ہوتی ہے)۔

توبہ کی قبولیت میں کوئی چیز حائل نہیں :

کون ہے جو اس کے اور توبہ کے درمیان حائل ہوسکے؟ (یعنی کسی مخلوق میں یہ

طاقت نہیں ہے کہ اس کی توبہ کو قبول ہونے سے روک دے۔ پھر انہوں نے کہا کہ میں تجھے مشورہ دیتا ہوں کہ) تو فلاں بستی میں چلا جا، وہاں اللہ کے عبادت گزار کچھ بندے رہتے ہیں، تو بھی (وہیں جا پڑ اور) ان کے ساتھ عبادت میں لگ جا (اس بستی پر خدا کی رحمت برستی ہے) اور پھر وہاں سے کبھی اپنی بستی میں نہ آ، وہ بڑی خراب بستی ہے۔ چنانچہ وہ اس دوسری بستی کی طرف چل پڑا یہاں تک کہ آدھا راستہ جب اس نے طے کر لیا تو اسے موت آ گئی۔

رحمت اور عذاب کے فرشتوں کا جھگڑا :

اب اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان جھگڑا ہوا، رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ توبہ کر کے آیا ہے اور اس نے صِدق دل سے اپنا رخ اللہ کی طرف کر لیا ہے (اس لئے یہ رحمت کا مستحق ہو چکا ہے) اور عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کبھی بھی کوئی نیک عمل نہیں کیا (اور یہ سو خون کر کے آیا ہے اس لئے یہ عذاب کا مستحق ہے) اس وقت ایک فرشتہ (اللہ کے حکم سے) آدمی کی شکل میں آیا، فرشتوں کے دونوں گروہ اس کے فیصلے کو ماننے پر تیار ہو گئے۔ اس نے فیصلہ دیا کہ دونوں بستیوں تک کے فاصلے کی پیمائش کر لی جائے (یعنی شر و فساد اور خدا کے عذاب والی بستی جس سے وہ چلا تھا اور اللہ کے عبادت گزار بندوں والی وہ قابل رحمت بستی جس کی طرف وہ جا رہا تھا) پھر جس بستی سے وہ نسبتاً قریب ہو اس کو اسی کا مان لیا جائے، چنانچہ جب پیمائش کی گئی تو وہ نسبتاً اس بستی سے قریب پایا گیا جس کے

ارادے سے وہ چلا تھا، تو رحمت کے فرشتوں نے اسے اپنے حساب میں لے لیا۔ (۱)

فائدہ :

اس حدیث میں مسلمانوں کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اگر بڑے سے بڑا گناہ گار بھی سچے دل سے اللہ کے حضور میں توبہ اور آئندہ کے لئے فرمانبرداری والی زندگی اختیار کرنے کا ارادہ کرلے تو وہ بھی بخش دیا جائے گا اور ارحم الراحمین کی رحمت بڑھ کر اسے آغوش میں لے لے گی، اگرچہ اس توبہ اور انابت کے بعد وہ فوراً ہی اس دنیا سے اٹھا لیا جائے اور اسے کوئی نیک عمل کرنے کا موقع بھی نہ ملے اور اس کا اعمال نامہ نیکیوں سے بالکل خالی ہو۔

(۱) صحیح بخاری

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار صوفیاء بزرگوں اور حقیقی درویشوں میں ہوتا ہے۔آپ طریقت معاملات اور حقائق میں بہت بڑے اور بلند مقام کے حامل تھے۔آپ طریقت کے ان مشہور بزرگوں میں سے ایک تھے جن کی تمام فریق تعریف کرتے ہیں اور آپ کے احوال صدق اور اخلاص سے معمور تھے۔

توبہ سے پہلے کے حالات :

آپ عمر کے ابتدائی حصہ میں ''مرو''اور ''ماورد'' کے درمیان ڈکیتی اور دھوکہ دیا کرتے تھے۔لیکن اس کے باوجود آپ کی طبیعت نیکی کی طرف ہر وقت مائل اور راغب رہتی تھی اور آپ طبعاً بڑے صاحب ہمت اور جوانمرد تھے چنانچہ جس قافلہ میں کوئی عورت موجود ہوتی تو آپ اُس کے قریب بھی نہ جاتے اور جس کے پاس سرمایا کم ہوتا اُس کا سامان بھی نہ چھینتے بلکہ ہر شخص کے پاس کچھ نہ کچھ سرمایہ باقی رہنے دیتے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا سبب :

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا سبب یہ بنا کہ خسور سے ایک مسافر سفر پر چلنے لگا تو لوگوں نے اسے کہا کہ فضیل راستہ میں ہے اس لئے کوئی حفاظتی دستہ ساتھ لے لو۔اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ وہ ایک خدا ترس آدمی ہے چنانچہ اُس نے قرآن کے ایک قاری کو اُجرت پر لے لیا اور اُسے اونٹ پر بٹھا لیا جو راستہ میں رات دن قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہا

یہاں تک کہ جب قافلہ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی کمین گاہ کے مقام تک پہنچا تو اس وقت قاری یہ آیت پڑھ رہا تھا:

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَق (۱)

''کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ خدا کی یاد کرنے کے وقت اور (قرآن) جو (خدائے) برحق (کی طرف) سے نازل ہوا ہے اس کے سننے کے وقت ان کے دل نرم ہو جائیں۔''

یہ سنتے ہی حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر رقت طاری ہو گئی اور آپ کے جسم و جان پر اللہ نے اپنے غلبہ کو ظاہر کر دیا اور آپ نے اس کام سے توبہ کر لی اور جن لوگوں کا مال آپ لوٹ چکے تھے ان سب کا سامان لوٹا دیا اور انہیں ہر طرح سے راضی کر کے آپ مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ کی توبہ کا ایک واقعہ یہ بھی ملتا ہے کہ:

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ایک گھر میں ڈاکہ مارنے کے لئے اپنے ڈاکوؤں کے گروہ کے ساتھ چار دیواری پر گھر میں کودنے کے لئے کھڑے تھے۔ اس گھر میں ایک ولی اللہ تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا، اور قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا:

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَق (۲)

''کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ خدا کی یاد کرنے کے وقت اور (قرآن) جو (خدائے) برحق (کی طرف) سے نازل ہوا ہے اس کے سننے کے وقت ان کے دل نرم ہو جائیں۔''

---

(۱) سورۃ الحدید آیت نمبر: ۱۶

(۲) ایضاً

یہ آیت سنی تھی کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ فوراً نیچے اتر آئے اور کہا کہ ''اے اللہ میرا دل نرم ہوگیا ہے آپ کی یاد کا وقت آ گیا ہے'' ، بس تمام ڈاکوؤں سے کہا کہ ''میرے اللہ نے مجھے جذب کرلیا ہے اب میں کسی کا نہیں ہوسکتا ہوں''۔

دنیا کے متعلق ارشاد :

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''الدُّنیَا دَارُ الْمَرْضی وَالنَّاس فِیْهَا محانین
وللمجانین فِی دَار المَر ضٰی الغَلُّ والقید''

''دنیا بیماروں کا گھر ہے اور لوگ اس میں دیوانوں کی طرح ہیں اور دیوانوں کیلئے بیماری کے گھر میں طوق اور بیڑیاں ہوتی ہیں۔''

اور ہماری نفسانی خواہشات ہمارے طوق ہیں اور ہماری نافرمانیاں ہماری بیڑیاں ہیں۔

ہارون الرشید کا علماء سے ملنے کا شوق :

حضرت فضل بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ 'میں خلیفہ ہارون الرشید کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں تھا''۔ جب ہم حج ادا کرچکے تو خلیفہ نے مجھ سے پوچھ :کیا یہاں اولیاء اللہ میں سے کوئی موجود ہیں تاکہ اُن کی زیارت کروں؟'' میں نے کہا ''ہاں حضرت عبدالرزاق صفانی رحمۃ اللہ علیہ یہاں موجود ہیں''۔ خلیفہ نے کہا ''مجھے اُن کے ہاں لے چلو''۔ چنانچہ ہم اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ دیر ان کے ساتھ گفتگو میں مصروف رہے جب واپسی کا ارادہ کیا تو

ہارون رشید نے مجھے اشارہ کیا کہ ان سے پوچھو کہ کیا ان کے ذمہ کوئی قرض ہے، میں نے پوچھا تو اُنہوں نے بتایا کہ ہاں میں مقروض ہوں۔ خلیفہ نے وہ قرض ادا کرنے کا فرمان جاری کیا۔ جب وہاں سے نکلے تو خلیفہ نے کہا اے فضل! میرا دل اب بھی چاہتا ہے کہ میں ان سے بھی بزرگ آدمی کی زیارت کروں میں نے عرض کی کہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ یہاں موجود ہیں۔ خلیفہ نے کہا کہ وہاں چلتے ہیں۔ ہم وہاں حاضر ہوئے کچھ دیر بات چیت کرنے کے بعد واپسی کا ارادہ کیا تو خلیفہ نے پھر مجھے اشارہ کیا تاکہ ان کے قرضہ کے متعلق سوال کروں۔ میں نے ان سے پوچھا توانہوں نے کہا ہاں میرے ذمے قرضہ ہے۔ خلیفہ نے وہ بھی ادا کرنے کا فرمان جاری کر دیا۔

ہارون الرشید حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر:

جب یہاں سے باہر آئے تو خلیفہ نے کہا "اے فضل! ابھی تک مجھے میرا مقصد حاصل نہیں ہوا"۔ مجھے یاد آیا کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی یہاں موجود ہیں۔ چنانچہ میں خلیفہ کو حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گیا وہ جھرونکے میں بیٹھے قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ ہم نے دروازے پر دستک دی انہوں نے پوچھا کون ہے؟ میں نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین ہیں۔

انہوں نے فرمایا:

"مَالِي وَلِاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِين"

"ہمیں امیر المؤمنین سے کیا سروکار ہے۔"

میں نے کہا: سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

لَيْسَ لِلْعَبْدِ اَنْ يَذِلَّ نَفْسَهٗ فِىْ طَاعَةِ اللّٰهِ

''بندے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ
کی اطاعت میں اپنے نفس کو ذلیل کرے۔''

یہ سن کر آپ نے فرمایا:

''بَلٰى اَمَّا الرِّضَاءِ عِزٌّ دَائِمٌ عِنْدَ اَهْلِهٖ''

''یہ ٹھیک ہے لیکن اہل رضاء کے لئے رضا ہی ہمیشہ کی عزت ہے۔''

تم اس کو میری ذلت سمجھتے ہو لیکن اللہ کے حکم پر راضی رہنے کی وجہ سے میں اسی میں اپنی عزت سمجھتا ہوں اس کے بعد نیچے تشریف لائے، دروازہ کھولا اور چراغ بجھایا اور ایک کونے میں ہو کر کھڑے ہو گئے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' آہ اُس ہاتھ سے کہ جس سے زیادہ نرم ہاتھ میں نے آج تک نہیں دیکھا، کیا ہی اچھا ہو کہ یہ عذابِ الٰہی سے بچ جائے'' یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید پر گریہ طاری ہو گئی حتیٰ کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔

خلیفہ کو حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی نصائح:

خلیفہ کو ہوش آیا تو کہا'' اے فضیل مجھے کوئی نصیحت فرمایئے'' تو آپ نے خلیفہ کو یہ نصیحتیں فرمائیں:

﴿۱﴾ **پہلی نصیحت**: اے امیر المؤمنین آپ کے دادا حضرت عباس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے چچا

تھے انہوں نے حضرت پیغمبر ﷺ سے درخواست کی تھی کہ مجھے ایک قوم پر امیر مقرر فرما دیجئے، حضور ﷺ نے فرمایا میں نے آپ کے نفس کو آپ کے جسم پر امیر مقرر کر دیا ہے یعنی اللہ کی اطاعت میں گزرنے والا آپ کا ایک سانس اس سے بہتر ہے کہ لوگ ہزار سال تک آپ کی اطاعت کریں:

''لِاَنَّ الْاِمَارَةَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ النَّدَا مَةُ''

کیونکہ امارت قیامت کے دن ندامت کا باعث ہوگی۔

خلیفہ ہارون الرشید نے عرض کی کہ کچھ اور نصیحت فرمائیے۔

﴿۲﴾ دوسری نصیحت : آپ نے فرمایا: ''لوگوں نے جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت پر مقرر کیا تو آپ نے حضرت سالم بن عبداللہ، حضرت رجاء بن حیوہ اور محمد بن نصب القرضی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو بلا کر فرمایا کہ میں خلافت کی آزمائش میں مبتلا ہو گیا ہوں، میرے لئے کیا تدبیر ہے؟ کیونکہ میں تو اس کو اپنے لئے بڑی آزمائش سمجھتا ہوں حالانکہ دوسرے لوگ اسے نعمت سمجھتے ہیں۔

پوری مملکت گھر کی طرح ہے :

ان میں سے ایک نے کہا اگر آپ کل قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو تمام بوڑھے مسلمانوں کو اپنے باپ کی طرح، ان کے جوانوں کو اپنے بھائیوں کی طرح اور ان کے لڑکوں کو اپنے بیٹوں کی طرح جانیئے اور اُن کے ساتھ ایسا معاملہ کیجئے جیسا گھر میں باپ، بھائیوں اور بیٹوں کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ یہ سارا اسلامی ملک آپ کے گھر کی طرح ہے اور اس میں رہنے والے آپ کے اہل وعیال ہیں'':

"زُرْ اَبَاكَ وَاكْرِمْ اَهْلَكَ وَاحْسِنْ اِلىٰ وَلَدِكَ"

''اپنے والد کی زیارت کر، اپنے بھائی کی عزت کر
اور اپنے بیٹے کے ساتھ حسنِ سلوک کر۔''

﴿۳﴾ تیسری نصیحت : اس کے بعد حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ کا یہ خوبصورت چہرہ دوزخ کی آگ میں گرفتار نہ ہوجائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہئے اور اس کا حق بہتر طور پر ادا کیجئے۔''

اس کے بعد ہارون الرشید نے کہا کہ کیا آپ کے ذمہ کوئی قرضہ ہے؟ فرمایا: اللہ کا قرضہ میری گردن پر موجود ہے اور وہ اس کی اطاعت ہے اگر وہ مجھے اس کے متعلق پکڑے تو مجھے افسوس ہے۔ خلیفہ نے کہا: اے فضیل! میں لوگوں کے قرض سے متعلق بات کر رہا ہوں۔ تو فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''حمد ہے خدائے عزوجل کے لئے کہ مجھے اس کی طرف سے بہت سی نعمتیں میسر ہیں مجھے اس سے کوئی گلہ نہیں کہ بندوں کے سامنے اس کا شکوہ کروں۔''

حقیقی بادشاہت :

ہارون الرشید نے ایک ہزار دینار کی تھیلی نکال کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھی اور کہا کہ آپ اسے اپنے مصارف میں سے کسی مصرف میں استعمال کر لیجیے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین: میری نصیحت آپ پر کوئی فائدہ مند ثابت نہیں ہوئیں کہ آپ نے یہیں پر ظلم اور ناانصافی کا طرزِ عمل شروع کر دیا ہے، خلیفہ نے پوچھا: میں نے کون سی بے انصافی کی ہے؟ آپ نے فرمایا میں تو آپ کو نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور آپ مجھ کو مصیبت

میں ڈال رہے ہیں۔ یہ ناانصافی نہیں تو کیا ہے؟ یہ سن کر ہارون الرشید اور حضرت فضل بن ربیع رحمۃ اللہ علیہما دونوں روتے ہوئے باہر نکلے، ہارون نے مجھ سے کہا اے فضل بن ربیع! بادشاہ در حقیقت فضیل ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا اور اہل دنیا سے منہ موڑ رکھا ہے اور دنیا کی زیب و زینت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اہل دنیا کے سامنے دنیا کے لئے کوئی عاجزی نہیں کرتے، اور آپ کے مناقب اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ ان کو احاطہ تحریر میں لایا جاسکے۔ واللہ اعلم۔

فائدہ :

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی حالات کس قدر غفلت سے گزرے لیکن جب اللہ نے توبہ کی توفیق دی تو پھر اللہ نے انہیں کتنا مقام عطا فرمایا، علم و زہد تقویٰ میں شہرت حاصل ہوئی۔

اللہ نے ان کی نیکی کی کیسی قدر فرمائی اس لئے کہ اللہ قدردان ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب آدمی گناہ سے توبہ کرلیتا ہے تو اللہ اس کے گذشتہ اعمال دھوڈالتا ہے تو کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کی پرانی زندگی کا حوالہ دے کر طعنے دے کہ کل تو تم ایسے تھے اور آج نصیحت کی بات کرتے ہو؟ بلکہ آدمی یہ سوچے کہ آخر اللہ نے اس کو اتنا مقام عطا فرمایا اس میں کوئی تو خوبی ہے۔[1]

---

(۱) کشف المحجوب

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بادشاہت سے ولایت تک

آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کیا، آپ ابتداء میں بلخ کے بادشاہ تھے اور آپ کی ابتدائی زندگی عیش وعشرت میں گزر رہی تھی، دین سے غافل اور زہد وتقویٰ سے دور زندگی بسر کر رہے تھے کہ اللہ کو آپ کی اس حالت پر رحم آیا، اللہ نے توبہ کے اسباب پیدا کر کے آپ کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائی۔

توبہ کا سبب :

ایک مرتبہ شکار کے لئے نکلے اور اپنے لشکر سے جدا ہو گئے، ایک غیبی آواز آئی:

اَلِهٰذَا خُلِقْتَ اَمْ بِهٰذَا اُمِرْتَ

''کیا تو اس کام کے لئے پیدا کیا گیا یا اس کا تجھے حکم دیا گیا۔''

یہ آواز سننی تھی کہ دل کی کایا پلٹ گئی اور اللہ کے حضور توبہ کی اور امورِ مملکت سے ہاتھ کھینچ لئے اور زُہد اور پرہیزگاری کی زندگی اختیار کر لی، آپ نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ ملاقات حاصل کیا اور ان کی صحبت اختیار کر لی، پھر توبہ کر لینے کے بعد اپنے ہاتھ کی حلال کمائی کے علاوہ کچھ نہیں کھایا، آپ کے معاملات واضح اور کرامات مشہور ہیں اور تصوف کے حقائق میں آپ کے عجیب کلمات اور نفیس لطائف موجود ہیں، بعض نے زندگی کے تبدیل ہونے کا سبب یہ واقعہ لکھا ہے:

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بلخ کے بادشاہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ رات کو محل کے بالا خانے پر سو رہے تھے کہ اچانک پاؤں کی آہٹ محسوس ہوئی، گھبرائے کہ رات کے وقت شاہی

بالا خانہ کی چھت پر کون لوگ ایسی جرأت کر سکتے ہیں، بادشاہ نے دریافت کیا کہ کون؟ یہ فرشتے تھے جو اللہ کی طرف سے غفلت زدہ دل پر چوٹ لگانے آئے تھے، فرشتوں نے جواب دیا کہ ہم یہاں اپنا اونٹ تلاش کر رہے ہیں، بادشاہ نے کہا کہ حیرت ہے کہ شاہی بالا خانہ پر اونٹ تلاش کیا جارہا ہے، ان حضرات نے جواب دیا کہ ہمیں اس سے زیادہ حیرت آپ پر ہے کہ اس ناز پروری اور عیش کی زندگی میں اللہ کو تلاش کیا جارہا ہے، چنانچہ یہ کہہ کر وہ فرشتے تو غائب ہوگئے لیکن بادشاہ کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ ملک وسلطنت سے دل سرد ہوگیا اور دل میں اللہ کی محبت کی دولت پیدا ہوگئی الغرض عشقِ حقیقی نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو ترکِ سلطنت پر مجبور کردیا اور واقعی حقیقت بھی یہی ہے کہ عشقِ الٰہی کائنات کی تمام لذتوں سے دل کو بیزار کرتی ہے۔

آخر کار آدھی رات کو بادشاہ اٹھا، کمبل اوڑھا اور اپنی سلطنت سے نکل پڑا سلطنتِ بلخ ترک کر کے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نیشا پور کے صحرا میں اللہ کی یاد اور نعرۂ عاشقانہ بلند کرنے میں مشغول ہوگئے، دس برس تک صحرائے نیشا پور میں دیوانہ وار عبادت میں مصروف رہے، کیونکہ تمام خواہشاتِ نفسانیہ اور ظاہری آرائشوں سے اللہ نے دل پاک کردیا تھا، کہاں تاج وتختِ شاہی اور کہاں اب دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے گدڑی سی رہے ہیں۔''

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''مَفَاتِيْحُ الْعُلُوْمِ اِبْرَاهِيْمُ''

''حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ تمام علوم طریقت کی کنجی ہیں۔''

اللہ کو دوست بنالو :

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر فرمایا:

"اتخِذِاللّٰہ َصاحباً وَذَرِ النَّاسَ جَانِباً"

''اللہ کو اپنا دوست بنا اور لوگوں کو ایک طرف چھوڑ دے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ کی توبہ اللہ کی طرف درست ہو اور اللہ کی محبت میں مخلص ہو تو یہ چیز مخلوق سے اعراض کرنے کا خود بخود تقاضا کرتی ہے اور اللہ کی محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت میں اخلاص ہو در حقیقت محبت حق سے ہی پیدا ہوتی ہے اور اللہ کی محبت کا اخلاص اپنے نفس کی خواہشات کے ساتھ دشمنی کا نام ہے جو کوئی بھی اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں لگا رہتا ہے وہ اللہ سے جدا ہوتا ہے اور جو شخص خواہشات سے رشتہ توڑ دے وہ اللہ کی محبت سے آرام پاتا ہے، پس اپنے حق میں تو تُو خود ہی تمام مخلوق ہے لہٰذا جب تو نے اپنے آپ سے ہی اعراض کر لیا تو گویا تمام مخلوق سے تو نے اعراض کر لیا اور اگر تمام مخلوق سے تعلقات منقطع کرنے کے باوجود تو اپنی ذات کی طرف متوجہ رہا تو یہ تو نے ظلم اور زیادتی کی ہے۔

استقامت دو چیزوں پر موقوف ہے :

اور طالب حق کے ظاہر و باطن کی استقامت دو چیزوں پر موقوف ہے: ایک کا تعلق پہچاننے سے ہے، اور دوسری کا کرنے سے۔ جو چیز پہچاننے کے قابل ہے اس کا تعلق اچھائیوں اور برائیوں میں اللہ کی تقدیر کو حق جانے کہ پوری دنیا میں حق تعالیٰ کے امر کے بغیر کوئی ساکن متحرک نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی متحرک ساکن ہو سکتا ہے اور جو چیز کرنے کے قابل ہے وہ یہ کہ اللہ

کے احکام کو بجالائے، معاملات کو درست رکھے اور حلال وحرام کی تمیز کرے کیونکہ اللہ پاک کی تقدیر کسی بھی صورت میں اس کے حکم کو چھوڑنے کے لئے دلیل نہیں بن سکتی پس مخلوق سے اعراض اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا جب تک اپنی ذات سے بھی اعراض نہ کرے اور جب اپنی ذات سے اعراض کرلے گا تو پوری مخلوق اللہ کی مراد کو حاصل کرنے کے لئے تیار ہوجائے گی اور جب تو اللہ کی طرف متوجہ ہوگا تو خود اللہ کے احکام کو قائم کرنے کے لئے تیار ہوجائے گا، پس مخلوق کے ذریعہ آرام پانے کی تو کوئی صورت نہیں اور اگر اللہ کے سوا کسی اور چیز سے تو خلاصی پانا چاہے تو پھر تو غیر سے خلاصی حاصل کر کیوں کہ غیر سے چھٹکارا حاصل کرنا توحید حق کو دیکھنا ہے اور اپنی ذات کے ساتھ آرام کو ثابت کرنا ہے اسی لئے کسی غیر کی صحبت اللہ کے لئے ہوتی ہے اور اپنی صحبت اپنے نفس کی خواہشات کو پالنے کے لئے ہوتی ہے۔

تم اللہ کے تابع بنو مخلوق تمھارے تابع ہوگی :

ایک دن سلطنتِ بلخ کا وزیر اس طرف سے گزرا، بادشاہ کو اس حال میں دیکھ کر اس وزیر نے جو روحانی مریض تھا، انہیں حقارت کی نظر سے دیکھا اور دل میں سوچنے لگا کہ یہ کیا حماقت ہے، حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعۂ کشف علم ہوا کہ یہ شخص میری اللہ کی محبت میں اختیار کی جانی والی فقیری پر حیران ہے، اس وقت اللہ نے اپنے نیک بندے کی کرامت اور باطنی سلطنت کی شوکت کا اظہار فرمایا تا کہ وزیر کو اپنے بُرے گمان پر ندامت ہو اور معلوم ہوجائے کہ اللہ سے تعلق کے بعد کیا نعمت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اپنی سوئی دریا میں پھینک دی اور با آوازِ بلند دعا فرمائی کہ اے اللہ! میری سوئی عطا

فرمادی جائے، دریا کی سطح پر فوراً ہزاروں مچھلیاں نمودار ہوگئیں جن کے لبوں پر ایک ایک سونے کی سوئی تھی، ان مچھلیوں نے دریا سے اپنے سروں کو نکال کر عرض کیا کہ اے شیخ! اللہ کی طرف سے آپ یہ سوئیاں قبول فرمائیے۔

اللہ والوں کی صحبت نجات کا ذریعہ ہے :

جب اس وزیر نے یہ کرامت دیکھی تو اپنے بُرے خیالات پر اور اپنی بے خبری پر سخت نادم ہوا اور شرمندگی و ندامت سے ایک آہ بھری اور کہنے لگا ''افسوس کہ مچھلیاں اس شیخِ کامل کے مقام سے آگاہ ہیں اور میں انسان ہو کر ناواقف ہوں، میں بد بخت اور اس دولت سے محروم ہوں جبکہ مچھلیاں اس معرفت سے سعادت مند و نیک بخت ہیں''، یہ خیال کر کے اس وزیر پر گریہ طاری ہوگئی، دیر تک روتا رہا اور اس گریہ ندامت اور شیخِ کامل کی تھوڑی سی دیر کی صحبت کی برکت سے اس وزیر کی کایا پلٹ گئی اور اللہ کی محبت دل میں پیدا ہوگئی، اپنے خاص بندوں کی صحبت میں اللہ نے یہی برکت رکھی ہے کہ شقاوت، سعادت سے بدل جاتی ہے۔

دلوں پر حکمرانی :

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اس وزیر سے ارشاد فرمایا ''اے امیر! یہ دل کی سلطنت بہتر ہے یا وہ بلخ کی حقیر فانی سلطنت؟'' شاہِ بلخ کی صحبت سے جب اس وزیر کو باطنی سلطنت حاصل ہوگئی تو اسی لمحہ وزارت سے دست بردار ہوگیا اور سلطان کے ساتھ صحرا نشینی اختیار کر لی، جس شخص نے عمر بھر عقل کی غلامی کی تھی بالآخر اس کا کام دیوانگی سے ہی بنا۔ (۱)

❁❁❁❁❁

---

(۱) کشف المحجوب

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی تبع تابعین میں تصوف کے ائمہ میں سے تھے، آپ اس قوم کے ذی حشمت، شریعت وطریقت کے احوال واقوال کے عالم اور اپنے دَور کے بہت بڑے امام تھے، آپ نے بہت سے مشائخ کا زمانہ پایا اوران سے ہم نشینی کا شرف حاصل کیا تھا، علوم کے ہر شعبے میں آپ کی تصنیفات موجود ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی پرانی زندگی:

لیکن یہ بات کم لوگوں کومعلوم ہے کہ حضرت عبداللہ بنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ سے ایسے نہ تھے، بلکہ جوانی کی ابتداء میں آپ نہایت آزاد منش نوجوان تھے، شراب نوشی کے عادی، گانے بجانے کے شوقین، لہولعب کے خوگر تھے، اللہ نے دنیاوی مال واسباب بھی دیا تھا۔

توبہ کا سبب:

آپ کی توبہ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ آپ ایک کنیز (باندی، چھوٹی لڑکی) کے فتنہ محبت میں مبتلا تھے۔ ایک رات اپنے ساتھیوں میں سے اٹھے اور ایک ساتھی کو ساتھ لے کر اپنی معشوقہ کی دیوار کے نیچے جا کھڑے ہوئے وہ منڈیر پر آئی اور دونوں ایک دوسرے کے مشاہدے میں محو کھڑے رہے یہاں تک کہ جب فجر کی آواز سنی تو یہ سمجھے کہ یہ نماز عشاء کی اذان ہے لیکن جب دن روشن ہوا تو معلوم ہوا کہ محبوبہ کے دیدار اور مشاہدہ میں پوری رات مستغرق رہے ہیں۔ اس بات سے آپ کو تنبیہ ہوئی اور اپنے آپ سے کہنے لگے "اے مبارک کے بیٹے! تمہیں شرم آنی

چاہیے کہ آج کی پوری رات تو نفسانی خواہش کے لئے پاؤں پر کھڑا رہا ہے اور پھر بھی تو عزت چاہتا ہے لیکن امام نماز کے دوران ذرا لمبی سورة پڑھ لے تو تُو دیوانہ ہوجاتا ہے اس نفسانی خواہش کے دعویٰ کے ہوتے ہوئے تو ایمان کا دعویٰ کیسے کرسکتا ہے؟'' چنانچہ اسی وقت توبہ کی اور علم اور طلب علم میں مشغول ہوگئے اور زہد وتقویٰ اختیار کرلیا۔

بعض علماء نے ان کی توبہ کا سبب یہ بیان کیا ہے:

''ایک مرتبہ سیب پکنے کا موسم آیا تو اپنے سیبوں کے باغ میں دوستوں کی ایک محفل منعقد کی بہترین کھانا پکایا گیا، کھانے کے بعد شراب کا دور چلا اور سرور وطرب کی مجلس جمی، جام پر جام لنڈھائے گئے، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے شراب اتنی پی لی کہ نشہ کی شدّت سے بے ہوش ہوگئے۔ رات بھر بے ہوش پڑے رہے صبح کے وقت ہوش آیا تو قریب 'چنگ' پڑا ہوا تھا، اسے ہاتھ میں لے کر بجایا تو اس سے آواز نہ نکلی اس فن میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔ اس کے تاروں کو ٹھیک کیا اور پھر بجانا چاہا لیکن اس مرتبہ بھی آواز نہ آئی، اسی حیرانی میں تھے کہ چنگ سے آواز آئی:

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ (۱)

''کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ خدا کی یاد کرنے کے وقت اور (قرآن) جو (خدائے) برحق (کی طرف) سے نازل ہوا ہے اس کے سننے کے وقت ان کے دل نرم ہوجائیں۔''

---

(۱) سورة الحدید آیت نمبر: ۱۶

یہ قرآنی آیت سنناتھا کہ دل پر چوٹ لگ گئی فوراً چنگ کوتوڑ دیا، شراب بہادی، جسم پر جو ریشمی کپڑے تھے انہیں پھاڑ ڈالا اور اسی وقت توبہ کر کے طلبِ علم دین اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ یہ واقعہ ابوعبداللہ بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ مختصر المدارک'' میں اسی طرح بیان کیا مگر ''طبقاتِ کفوی'' میں دوسری طرح مذکور ہے۔ وہ باغ اور شراب نوشی کا قصہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خواب دیکھا کہ ایک جانور کسی قریبی درخت پر اس آیت کی تلاوت کر رہا ہے، اسے سن کر ان کی زندگی میں انقلاب آیا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں روایتوں کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں ''ممکن ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اوّل خواب میں کسی پرندہ کی آواز سے ان کو باخبر کیا ہو اور پھر بیداری میں چنگ کے ذریعہ سے اس کی تاکید کی گئی ہو۔''(۱)

اس کے بعد آپ نے مرو سے کوچ کیا اور بغداد آکر ایک مدت تک مشائخ کی صحبت میں رہے پھر کچھ عرصہ مکہ مکرمہ میں رہنے کے بعد واپس مرو تشریف لے آئے۔ شہر کے تمام باشندوں نے آپ کے ساتھ عہد کیا اور آپ کے لئے درس اور مجلس کی مسند مقرر کی۔ (۲)

(۱) بستان المحدثین، ص ۹۷۔ اصح المطابع کراچی
(۲) کشف المحجوب

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ

اور انہی ائمہ تبع تابعین میں سے اہل محبت کے نقیب اور جملہ جن وانس کی زینت حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں وہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دوست اور طریقت کے بزرگوں میں سے تھے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ :

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے ابتداء میں کچھ اچھے حال نہ تھے۔ایک شخص نے ان سے ان کی توبہ کا قصہ پوچھا کہ کیا بات پیش آئی جس پر آپ نے اپنی سابقہ زندگی سے توبہ کی، وہ کہنے لگے کہ ”میں ایک سپاہی تھا اور شراب کا بہت شوقین اور بہت عادی تھا، ہر وقت شراب میں ہی منہمک رہتا تھا، میں نے ایک باندی خریدی جو بہت خوبصورت تھی اور مجھے اُس سے بہت تعلق تھا، اُس سے میری ایک لڑکی پیدا ہوئی، مجھے اُس لڑکی سے بھی محبت تھی اور وہ لڑکی بھی مجھ سے بہت مانوس تھی یہاں تک کہ وہ پاؤں پاؤں چلنے لگی تو اُس وقت مجھے اُس سے اور بھی زیادہ محبت ہوگئی کہ ہر وقت وہ میرے پاس رہتی، لیکن اُس کی عادت یہ تھی کہ جب میں شراب کا گلاس پینے کے لئے لیتا وہ میرے ہاتھ سے چھین کر میرے کپڑوں پر پھینک دیتی (محبت کی زیادتی کی وجہ سے اُس کو ڈانٹنے کو دِل نہ مانتا) جب وہ دو برس کی ہوگئی تو اس کا انتقال ہوگیا، اس صدمے نے میرے دل میں زخم کر دیا۔ایک دن ۱۵ شعبان کی رات تھی، میں شراب میں مست تھا، عشاء کی نماز بھی نہ پڑھی اسی حال میں سو گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ حشر قائم ہوگیا، لوگ قبروں سے نکل رہے ہیں، میں بھی اُن لوگوں میں ہوں جو میدانِ حشر کی طرف جا رہے ہیں۔میں نے اپنے پیچھے کچھ آہٹ سنی۔

برے اعمال کی شکل :

میں نے جو مُڑ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا کالا اژدہا میرے پیچھے دوڑتا ہوا آرہا ہے، اس کی گیری آنکھیں ہیں، منہ کھلا ہوا ہے، اور بے تحاشا میری طرف دوڑتا ہوا آرہا ہے۔ میں اس کے ڈر سے گھبرا کر خوف زدہ زور سے بھاگ رہا ہوں اور وہ میرے پیچھے بھاگا چلا آرہا ہے۔

اچھے اعمال کی شکل :

سامنے میری ملاقات ایک بوڑھے میاں سے ہوئی، نہایت نفیس لباس، نہایت مہکتی ہوئی خوشبو ان میں سے آرہی تھی، میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے جواب دیا، میں نے اُن سے کہا اللہ کے واسطے میری مدد کیجئے، وہ کہنے لگے کہ میں ضعیف آدمی ہوں، یہ بہت قوی ہے، یہ میرے قابو کا نہیں ہے، لیکن تُو بھاگتا چلا جا، شاید آگے کوئی چیز ایسی مل جائے جو اس سے نجات کا سبب بن جائے، میں بے تحاشا بھاگا جارہا تھا، مجھے ایک ٹیلہ نظر آیا، میں اس پر چڑھ گیا، مگر وہاں چڑھتے ہی مجھے جہنم کی دہکتی ہوئی آگ اُس ٹیلے کے ایک طرف نظر آئی، اس کی دہشت ناک صورت اور اُس کے منظر نظر آئے، ان سب حالات کے دیکھنے کے باوجود اُس سانپ کی اتنی دہشت مجھ پر سوار تھی کہ میں اس طرح بھاگا جارہا تھا کہ میں قریب ہی تھا کہ جہنم کے گڑھے میں جا گروں، اتنے میں ایک زوردار آواز مجھے سنائی دی کوئی کہہ رہا ہے پیچھے ہٹ تُو ان (جہنمی) لوگوں میں سے نہیں ہے، میں وہاں سے پھر پیچھے کو دوڑا، وہ سانپ بھی میرے پیچھے لوٹ آیا۔ میری نظر پھر ان سفید بڑے میاں پر پڑی، میں نے ان سے پھر کہا کہ میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی کہ اس اژدھے سے

کسی طرح میری جان بچائیں لیکن آپ نے قبول نہ کی، وہ بڑے میاں رونے لگے اور کہنے لگے میں بہت ضعیف ہوں، یہ بہت قوی ہے، میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا البتہ سامنے یہ ایک دوسری پہاڑی ہے، اس پر چڑھ جا، اس میں مسلمانوں کی کچھ امانتیں رکھی ہیں ممکن ہے تیری بھی کوئی ایسی چیز امانت رکھی ہو جس کی مدد سے اس اژدھے سے بچ سکے، میں بھاگا ہوا اُس پر گیا اور وہ اژدھا میرے پیچھے پیچھے چلا آرہا تھا، وہاں میں نے دیکھا ایک گول پہاڑ ہے، اس میں بہت سے طاق (کھڑکیاں) کھلے ہوئے ہیں اُن پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ ہر کھڑکی کے دو کواڑ (پلّے) سونے کے ہیں جن پر یاقوت جڑے ہوئے ہیں اور موتیوں سے لدے ہوئے ہیں اور ہر کواڑ پر ایک ریشمی پردہ پڑا ہوا ہے، میں جب اُس پر چڑھنے لگا تو فرشتوں نے آواز دی کہ کواڑ کھول دو اور پردے اُٹھا دو اور باہر نکل آؤ شاید اس پریشان حال کی کوئی امانت تم میں ایسی ہو جو اس وقت اس کو اس مصیبت سے نجات دے، اُس آواز کے ساتھ ہی ایک دم کواڑ کھل گئے اور پردے اٹھ گئے اور اُس میں سے چاند جیسی صورت کے بہت سے بچے نکلے، مگر میں انتہائی پریشان تھا کہ وہ سانپ میرے بالکل ہی پاس آ گیا تھا، اتنے میں وہ بچے چلاّنے لگے ارے تم جلدی نکل آؤ وہ سانپ تو اس کے پاس ہی آ گیا۔ اس پر فوجوں کی فوجیں بچوں کی نکل آئیں، ان میں دفعتاً میری نگاہ اپنی اُس دو سالہ بچی پر پڑ گئی جو مر گئی تھی، وہ مجھے دیکھتے ہی رونے لگی ''اللہ کی قسم یہ تو میرے ابا ہیں'' اور یہ کہتے ہی تیر کی طرح کود کر ایک نور کے پلڑے پر چڑھ گئی اور اپنے بائیں ہاتھ کو میرے داہنے ہاتھ کی طرف بڑھایا، میں جلدی سے اس سے لپٹ گیا اور اُس نے اپنے داہنے ہاتھ کو اُس سانپ کی طرف بڑھایا، وہ فوراً پیچھے کو بھاگنے لگا پھر اس

نے مجھے بٹھایا اور خود وہ میری گود میں بیٹھ گئی اور اپنے داہنے ہاتھ کو میری داڑھی پر پھیرنے لگی اور کہنے لگی اے میرے ابا جان،

اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَق (۱)

''کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ خدا کی یاد کرنے کے وقت اور (قرآن) جو (خدائے) برحق (کی طرف) سے نازل ہوا ہے اس کے سننے کے وقت ان کے دل نرم ہو جائیں۔''

اُس کی یہ بات سن کر میں رونے لگا اور میں نے پوچھا: ''بیٹی کیا تم سب قرآن شریف کو جانتے ہو؟'' وہ کہنے لگی کہ ''ہم سب قرآن شریف کو تم سب سے زیادہ جانتے ہیں''۔ میں نے پوچھا: ''بیٹی یہ سانپ کیا بلا تھی جو میرے پیچھے لگ گئی تھی؟''، اُس نے کہا یہ آپ کے بُرے اعمال تھے آپ نے اُس کو اپنے گناہوں سے اتنا قوِی کر دیا کہ وہ آپ کو اب جہنم میں کھینچ کر ڈالنے کی فکر میں تھا۔ میں نے پوچھا: ''وہ سفید پوش ضعیف بزرگ کون تھے؟'' کہنے لگی: ''وہ آپ کے نیک عمل تھے جن کو آپ نے اتنا ضعیف کر دیا کہ وہ اس سانپ کو آپ سے دفع نہ کر سکے (البتہ اتنی مدد بھی کر دی کہ بچنے کا راستہ بتا دیا)''۔ میں نے پوچھا: ''بیٹی تم اس پہاڑ میں کیا کرتی ہو؟'' کہنے لگی: ''ہم سب مسلمانوں کے بچے ہیں، قیامت تک ہم یہاں رہیں گے آپ کے آنے کے منتظر ہیں جب آپ سب آئیں گے تو ہم سفارش کریں گے۔'' اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی تو اُس سانپ کی دہشت مجھ پر سوار تھی میں نے اٹھتے ہی اللہ کے سامنے توبہ کی اور اپنے بُرے اَفعال کو چھوڑ دیا۔ (۲)

---

(۱) سورۃ الحدید آیت نمبر: ۱۶

(۲) روض

ایک اور واقعہ :

اور ایک دوسرے مقام پر آپ کی توبہ کی ابتداء کا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ’’ایک رات آپ ایک گروہ کے ساتھ عیش و طرب میں مشغول تھے جب سب لوگ سو گئے تو جو باجا آپ بجا رہے تھے اس میں سے آواز آئی:

"يَا مَالِكَ مَالَكَ اَن لَّا تَتُوبُ"

’’اے مالک تجھے کیا ہوا کہ تم توبہ نہیں کرتے۔‘‘

چنانچہ آپ نے ان سب چیزوں سے ہاتھ اٹھا لیا اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور اپنا معاملہ درست کر لیا‘‘، پھر اس مقام تک پہنچے کہ ایک دفعہ کشتی میں سوار تھے کہ ایک دوسرے سوار کا قیمتی موتی غائب ہو گیا۔ آپ چونکہ سب کے لئے اجنبی تھے اس لئے انہوں نے موتی چرانے کی تہمت آپ پر لگا دی۔ آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا تو فوراً دریا کی تمام مچھلیوں نے اپنے سر سطح پانی پر نکال لئے اور ہر مچھلی نے اپنے منہ میں ایک قیمتی پتھر لے رکھا تھا۔ آپ نے اُن میں سے ایک موتی لے کر اس شخص کو دے دیا اور خود سطح پانی پر قدم رکھا اور دریا کے پانی پر چلتے ہوئے ساحل پر پہنچ گئے۔

سب سے پسندیدہ عمل :

آپ نے ایک مرتبہ یہ فرمایا:

"اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَیَّ الْاِخْلَاصُ فِیْ الْاَعْمَالِ"

’’میرے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل، اعمال میں اخلاص ہے۔‘‘

کیونکہ ہر عمل اخلاص سے ہی عمل بنتا ہے گویا عمل کے لئے اخلاص کی وہی حیثیت ہے جو جسم کے لئے روح کی ہوتی ہے، جس طرح روح کے بغیر جسم ایک پتھر ہوتا ہے اسی طرح اخلاص کے بغیر عمل بھی ایک بیکار چیز ہوتا ہے لیکن اخلاص کا تعلق باطن کے معاملات سے ہے اور عبادت ظاہری اعمال میں سے ہے اور ظاہری اعمال باطنی اعمال کے ساتھ مل کر ہی مکمل ہوتے ہیں اور باطنی اعمال ظاہری اعمال کے ساتھ ہی قیمتی بنتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ہزار سال تک دِل میں مخلص ہو لیکن جب تک اس کا عمل اخلاص کے ساتھ موافق نہیں ہوگا اخلاص کی کوئی حیثیت نہیں اور اگر ایک شخص ہزار سال تک ظاہری طور پر عمل کرتا رہے گا لیکن جب تک خلوص نیت اس کے عمل کے ساتھ نہیں ملے گی وہ عمل عبادت نہیں قرار پائے گا۔ (۱)

---

(۱) کشف المحجوب

حضرت عبداللہ اندلسی رحمہ اللہ علیہ کا عبرت آموز واقعہ

سن ہجری کی دوسری صدی ختم پر ہے آفتاب نبوت غروب ہوئے ابھی زیادہ مدت نہیں گزری۔ لوگوں میں امانت دیانت اور تدوین وتقویٰ کا عنصر غالب ہے اسلام کے ہونہار فرزند جن کے ہاتھ پر اس کو فروغ ہونے والا ہے کچھ برسر کار ہیں اور کچھ ابھی تربیت پا رہے ہیں ائمہ دین کا زمانہ ہے ہر ایک شہر علماء دین اور صلحاء متقین سے آباد نظر آتا ہے خصوصاً مدینۃ الاسلام (بغداد) جو اس وقت مسلمانوں کا دارالسلطنت ہے اپنی ظاہری اور باطنی آرائشوں سے آراستہ گلزار بنا ہوا ہے ایک طرف اگر اس کی دل فریب عمارتیں اور ان میں گزرنے والی نہریں دل لبھانے والی ہیں تو دوسری طرف علماء اور صلحاء کی مجلسیں درس وتدریس کے حلقے ذکر وتلاوت کی دلکش آوازیں خدائے عزوجل کے نیک بندوں کی دلجمعی کا ایک کافی سامان ہے فقہاء محدثین اور عباد اور زہاد کا ایک عجیب وغریب مجمع ہے اس مبارک مجمع میں ایک بزرگ عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں جو اکثر اہل عراق کے پیر ومرشد اور استاذ محدث ہیں آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ چکی تھی جن کا ایک عبرت ناک واقعہ اس وقت ہدیہ ناظرین کرنا ہے۔

آپ قرآن اور حدیث کے حافظ تھے :

یہ بزرگ زاہد وعابد اور عارف باللہ ہونے کے علاوہ حدیث وتفسیر میں بھی ایک جلیل القدر امام تھے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو تیس ہزار حدیثیں حفظ تھیں اور قرآن شریف کو تمام روایات قراءت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے سفر کا ارادہ کیا شاگردوں اور مریدین

کی جماعت میں سے بہت سے آدمی آپ کے ساتھ ہو لئے جن میں حضرت جنید بغدادی اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہما بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت شبلی قدس سرہٗ کا بیان ہے کہ ہمارا قافلہ اللہ کے فضل و کرم سے نہایت امن و امان اور اطمینان کے ساتھ منزل بہ منزل مقصود کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ہمارا گزر عیسائیوں کی ایک بستی پر ہوا نماز کا وقت ہو چکا تھا لیکن پانی موجود نہ ہونے کی وجہ سے اب تک نماز ادا نہ کر سکے تھے، بستی میں پہنچ کر پانی کی تلاش شروع ہوئی۔ ہم نے بستی کا چکر لگایا اس دوران میں ہم چند مندروں اور گرجا گھروں پر پہنچے جن میں آفتاب پرستوں، یہودیوں اور صلیب پرست نصرانیوں کے رہبان کا مجمع تھا۔ کوئی آفتاب کو پوجتا اور کوئی آگ کو ڈنڈوت کرتا تھا اور کوئی صلیب کو اپنا قبلہ حاجات بنائے ہوا تھا۔ ہم یہ دیکھ کر متعجب ہوئے اور ان لوگوں کی کم عقلی اور گمراہی پر حیرت کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ آخر گھومتے گھومتے بستی کے کنارے پر ہم ایک کنویں پر پہنچے جس پر چند نوجوان لڑکیاں اپنے جانوروں کو پانی پلا رہی تھیں۔

شیخ کی ولایت سلب ہونے کا سبب :

اتفاق سے شیخ مرشد عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ان میں سے ایک لڑکی پر پڑی جو خداداد حسن و جمال میں اپنی سب ہمجولیوں سے ممتاز ہونے کے ساتھ زیور اور لباس سے آراستہ تھی، شیخ کی اس سے آنکھیں چار ہوتے ہی حالت دگرگوں ہونے لگی۔ چہرہ بدلنے لگا، اس انتشار طبع کی حالت میں شیخ اس کی ہمجولیوں سے مخاطب ہو کر یہ کہنے لگے: ''یہ کس کی لڑکی ہے؟''

لڑکیاں: ''یہ اس بستی کے سردار کی لڑکی ہے۔''

شیخ: ''پھراس کے باپ نے اس کو اتنا ذلیل کیوں بنا رکھا ہے؟ کنویں سے خود ہی پانی بھرتی ہے۔ کیا وہ اس کے لیے کوئی ماما نوکر نہیں رکھ سکتا جو اس کی خدمت کرے؟''

لڑکیاں: ''کیوں نہیں مگر اس کا باپ ایک نہایت عقیل اور فہیم آدمی ہے۔ اس کا مقصود یہ ہے کہ لڑکی اپنے باپ کے مال و متاع عزت و خدمت پر متکبر ہو کر کہیں اپنے فطری اخلاق خراب نہ کر بیٹھے اور نکاح کے بعد شوہر کے یہاں جا کر اسکی خدمت میں کوئی کمی نہ کرے۔''

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیسرے دن میں نے یہ حالت دیکھ کر پیش قدمی کی اور عرض کیا کہ ''اے شیخ! آپ کے مریدین آپ کی اس مسلسل خاموشی سے متعجب اور پریشان ہیں، کچھ تو فرمائیے کیا حال ہے؟''

شیخ کا مریدین سے خطاب :

شیخ: (قوم کی طرف متوجہ ہو کر) میرے عزیزو! میں اپنی حالت تم سے کب تک چھپاؤں گا۔ پرسوں میں نے جس لڑکی کو دیکھا ہے اس کی محبت مجھ پر اتنی غالب آچکی ہے کہ میرے تمام اعضاء و جوارح پر اس کا تسلط ہے۔ اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو چھوڑ دوں۔''

حضرت شبلی: ''اے ہمارے سردار آپ اہل عراق کے پیر و مرشد علم و فضل اور زہد و عبادت میں شہرۂ آفاق ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار سے متجاوز ہو چکی ہے ہمیں اور ان سب کو رسوا نہ کیجیے۔''

شیخ: ''میرے عزیزو! میرا اور تمھارا نصیب، تقدیر خداوندی ہو چکی ہے، مجھ سے ولایت کا لباس

سلب کر لیا گیا ہے اور ہدایت کی علامات اٹھالی گئیں ہیں۔"

یہ کہہ کر رونا شروع کر دیا اور کہا: "اے میری قوم! قضاو قدر نافذ ہو چکی ہے۔ اب کام میرے بس کا نہیں ہے۔"

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس عجیب واقعہ پر سخت تعجب ہوا اور حسرت سے رونا شروع کیا شیخ بھی ہمارے ساتھ رو رہے تھے۔ اس کے بعد ہم مجبور ہو کر اپنے وطن بغداد کی طرف لوٹے۔ لوگ ہمارے آنے کی خبر سن کر شیخ کی زیارت کے لیے شہر سے باہر آئے اور شیخ کو ہمارے ساتھ نہ دیکھ کر سبب دریافت کیا۔ ہم نے سارا واقعہ بیان کیا۔

مریدین کا تضرع اور آہ و زاری :

واقعہ سن کر لوگوں میں کہرام مچ گیا۔ شیخ کے مریدوں میں سے کثیر التعداد جماعت تو اس غم و حسرت میں اسی وقت اس فانی دنیا کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کو جا ملی اور باقی لوگ تضرع و زاری کے ساتھ اور گڑگڑا کر خدائے بے نیاز کی بارگاہ میں دعائیں کر رہے ہیں کہ یا مقلب القلوب! (اے دلوں کو پھیرنے والے) شیخ کو ہدایت کر اور پھر اپنے مرتبہ کو لوٹا دے۔ اس کے بعد تمام خانقاہیں بند ہو گئیں اور ہم ایک سال تک اسی حسرت اور افسوس میں شیخ کے فراق میں تڑپتے رہے، ایک سال کے بعد جب ہم مریدوں نے ارادہ کیا کہ جا کر شیخ کی خبر لیں کہ کہاں اور کس حال میں ہیں، تو ہماری جماعت نے سفر کیا اور اس گاؤں میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے شیخ کا حال دریافت کیا۔

گاؤں والے: ''وہ جنگل میں سور چرا رہا ہے۔''

ہم: ''خدا کی پناہ یہ کیا ہوا؟''

گاؤں والے: ''اس نے سردار کی لڑکی سے منگنی کی تھی۔ اس کے باپ نے اس شرط پر منظور کرلیا کہ وہ جنگل میں ان کے سور چرائے گا اور اب وہ جنگل میں سور چرانے کی خدمت پر مامور ہے۔''

ہم یہ سن کر حیران رہ گئے اور غم سے ہمارے کلیجے پھٹنے لگے، آنکھوں سے بے ساختہ آنسوؤں کا طوفان امنڈنے لگا، بمشکل تمام لوگ دل تھام کر اس جنگل میں پہنچے جہاں وہ سور چرا رہے تھے۔ دیکھا تو شیخ کے سر پر نصاریٰ کی ٹوپی ہے اور کمر میں زنار باندھی ہوئی ہے اور اس عصاء پر ٹیک لگائے ہوئے خنزیروں کے سامنے کھڑے ہیں جس سے وعظ اور خطبے کے وقت سہارا لیا کرتے تھے، جس نے ہمارے زخموں پر نمک پاشی کا کام کیا۔ شیخ نے ہمیں اپنی طرف آتے دیکھ کر سر جھکا لیا۔ ہم نے قریب پہنچ کر السلام علیکم کہا۔

شیخ: (کسی قدر دبی زبان سے) ''وعلیکم السلام۔''

حضرت شبلی: ''اے شیخ! اس علم وفضل اور حدیث وتفسیر کے ہوتے ہوئے آج آپ کا یہ حال ہے؟''

اپنے کمالات پر ناز نہ کرو :

شیخ: ''میرے بھائیو! میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں۔ میرے مولا نے جیسا چاہا مجھے ویسا بنا دیا اور اس قدر مقرب بنانے کے بعد جب چاہا کہ مجھے اپنے دروازے سے دور پھینک دیا تو پھر اس کی قضا کو کون ٹالنے والا تھا۔ اے عزیزو! خدائے بے نیاز کے قہر وعذاب سے ڈرو، اپنے

علم وفضل پر مغرور نہ ہو۔اس کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا، اے میرے مولا! گمان تو تیرے بارے میں ایسا نہ تھا کہ تو مجھ کو ذلیل وخوار کر کے اپنے دروازے سے نکال دے گا۔'' یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے استغاثہ کرنا اور رونا شروع کر دیا۔

نیک بخت کون؟

اور شیخ نے آواز دے کر کہا: ''اے شبلی اپنے غیر کو دیکھ کر عبرت حاصل کر'' یہ کہہ کر شیخ نے اس حدیث کو ذکر کیا:

"اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ"

''یعنی نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔''

حضرت شبلی: (رونے کی وجہ سے لکنت کرتی ہوئی آواز سے نہایت دردناک لہجے میں) ''اے ہمارے پروردگار ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ ہی سے استغاثہ کرتے ہیں، ہر کام میں ہم کو تیرا ہی بھروسہ ہے، ہم سے یہ مصیبت دور کر دے کہ تیرے سوا کوئی دفع کرنے والا نہیں۔''

خنزیران کا رونا اور ان کی دردناک آواز سنتے ہی سب کے سب وہیں جمع ہو گئے اور زمین پر مرغ بسمل کی طرح لوٹنا، تڑپنا اور چلانا شروع کر دیا اور اس زور سے چیخے کہ ان کی آواز سے جنگل اور پہاڑ گونج اٹھے۔ یہ میدان میدان حشر کا نمونہ بن گیا، ادھر شیخ حسرت کے عالم میں زار و قطار رو رہے تھے۔

حضرت شبلی: ''شیخ! آپ حافظ قرآن تھے اور قرآن کو ساتوں قرأت سے پڑھتے تھے، اب بھی اس کی کوئی آیت یاد ہے؟''

شیخ: ''اے عزیز مجھے قرآن میں دو آیات کے سوا کچھ یاد نہیں رہا۔''

حضرت شبلی: ''وہ دو آیتیں کون سی ہیں؟''

شیخ: ''ایک تو یہ ہے:

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ (۱)

''اور جس شخص کو خدا ذلیل کرے اس کو کوئی عزت
دینے والا نہیں بے شک خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

اور دوسری یہ ہے:

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (۲)

''اور جس شخص نے ایمان (چھوڑ کر اُس) کے
بدلے کفر لیا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔''

شبلی: ''اے شیخ آپ کو تیس ہزار حدیثیں مع اسناد کے برزبان یاد تھیں اب ان میں سے بھی کوئی یاد ہے؟''

شیخ: ''صرف ایک حدیث یاد ہے یعنی:

''مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ'' (۳)

''جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کو قتل کردو۔''

اللہ کی رحمت کا متوجہ ہونا :

ہم یہ حال دیکھ کر بصد حسرت و یاس شیخ کو وہیں چھوڑ کر واپس ہوئے اور بغداد کا قصد کیا۔

---

(۱) سورۃ الحج آیت نمبر:۱۸

(۲) سورۃ البقرۃ آیت نمبر:۱۰۸

(۳) سنن ابی داؤد باب الحکم فیمن ارتد

ابھی تین منزل طے کرنے پائے تھے کہ تیسرے روز اچانک شیخ کو اپنے آگے دیکھا کہ نہر سے غسل کر کے نکل رہے ہیں اور با آواز بلند شہادتین اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے جاتے تھے، اس وقت ہماری مسرت کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس کو اس سے پہلے ہماری مصیبت وحسرت و یاس کا اندازہ ہو۔

شیخ (قریب پہنچ کر): ''مجھے ایک پاک کپڑا دو'' اور کپڑا لے کر سب سے پہلے نماز کی نیت باندھی، ہم منتظر ہیں کہ شیخ نماز سے فارغ ہوں تو مفصل واقعہ سنیں، تھوڑی دیر کے بعد شیخ نماز سے فارغ ہوئے اور ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔

ہم: ''اس خدائے قدیر وعلیم کا ہزار ہزار شکر ادا کرتے ہیں جس نے آپ کو ہم سے ملایا اور ہماری جماعت کا شیرازہ بکھر جانے کے بعد پھر درست فرما دیا مگر ذرا بیان تو فرمائیں کہ اس انکار شدید کے بعد پھر آپ کا آنا کیسے ہوا؟''

شیخ: ''میرے دوستو جب تم مجھے چھوڑ کر واپس ہوئے میں نے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ خداوند مجھے اس جنجال سے نجات دے، میں تیرا خطا کار بندہ ہوں، اس سمیع الدعاء نے اسی وقت میری آواز سن لی اور میرے سارے گناہ معاف کر دیئے۔''

ہم: ''شیخ کیا آپ کے اس ابتلا کا کوئی سبب تھا؟''

کسی کو حقیر نہ جانو:

شیخ: ''ہاں جب ہم گاؤں میں اترے اور بت خانوں اور گرجا گھروں پر ہمارا گزر ہوا، آتش پرستوں اور صلیب پرستوں کو غیر اللہ کی عبادت میں مشغول دیکھ کر میرے دل میں تکبر اور

بڑائی پیدا ہوئی کہ ہم مومن موحد ہیں اور یہ کمبخت کیسے جاہل و احمق ہیں کہ بے حس و بے شعور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں، مجھے اس وقت ایک غیبی آواز دی گئی:

''یہ ایمان و توحید کوئی تمہارا ذاتی کمال نہیں یہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے،
کیا تم اپنے ایمان کو اپنے اختیار میں سمجھتے ہو جو ان کو حقیر سمجھتے ہو؟
اگر تم چاہو تو ہم تمہیں ابھی بتلا دیں۔''

اور مجھے اس وقت یہ احساس ہوا کہ گویا کوئی پرندہ میرے قلب سے نکل کر اڑ گیا ہے جو درحقیقت ایمان تھا۔

شیخ کی توبہ دوبارہ بغداد میں دین کی بہاریں:

حضرت شبلی: ''اس کے بعد ہمارا قافلہ نہایت خوشی اور کامیابی کے ساتھ بغداد پہنچا، سب مریدین شیخ کی زیارت اور ان کے دوبارہ قبول اسلام سے خوشیاں منا رہے تھے، خانقاہیں اور حجرے کھول دیئے گئے، بادشاہ وقت شیخ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا اور کچھ ہدایہ بھی پیش کئے۔ شیخ پھر اپنے قدیم شغل میں مشغول ہو گئے اور پھر وہی حدیث و تفسیر، وعظ و تذکیر، تعلیم و تربیت کا دور شروع ہو گیا، خداوند عالی نے شیخ کا بھولا ہوا علم پھر ان کو عطا فرما دیا بلکہ اب نسبتاً پہلے سے ہر علم وفن میں ترقی ہے، تلامذہ کی تعداد چالیس ہزار اور اسی حالت میں شیخ نے اپنی زندگی کے باقی ایام پورے کیے اور اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔''(۱)

❁❁❁❁❁

(۱) آپ بیتی شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے آپ شریعت میں بڑے مضبوط تھے۔آپ بڑے بلند حوصلہ اور قیمتی انسان تھے اور مردانِ خدا کے درجات میں بہت بڑے مرتبہ کے حامل تھے۔

توبہ سے قبل سود کا کاروبار تھا :

آپ کو شروع میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ نصیب ہوئی تھی، آپ ابتدائی عمر میں لوگوں کو سود پر رقم دیا کرتے تھے اور ہر قسم کا غلط کام کرتے تھے لیکن اللہ کے فضل و کرم سے آپ کو سچی توبہ کی توفیق نصیب ہوئی اور آپ نے ربّ العزت کی طرف رجوع فرمایا اور طریقت کا عمل اور اس کا بنیادی علم حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا۔آپ کی زبان عجمی تھی اور عربی پر جاری نہ ہوتی تھی۔اللہ نے آپ کو بہت سی کرامات سے مخصوص فرمایا تھا اور آپ اس درجے تک پہنچ گئے تھے کہ ایک شام حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے عبادت خانہ کے دروازے پر سے گزر رہے تھے کہ آپ تکبیر کہہ کر شام کی نماز میں کھڑے ہو چکے تھے۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آئے لیکن نماز میں آپ کی اقتداء نہ کی کیونکہ آپ کی زبان عربی اور قرآن مجید کی تلاوت میں جاری نہ ہوتی تھی ۔ جب رات کو سوئے تو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی۔ پوچھا:"اے اللہ! تیری خوشنودی کس چیز میں ہے؟" اللہ نے فرمایا :"میری رضا تو نے پا تو لی تھی لیکن تو نے اس کی قدر نہ کی۔" آپ نے عرض کیا:"اے اللہ! یہ

کیسے؟'' فرمایا: ''اگر گذشتہ رات تو حبیب کی اقتداء میں نماز ادا کر لیتا تو میں تجھ سے راضی ہو جاتا۔''

حضرت حبیب رحمۃ اللہ علیہ کی سچائی :

طائفہ صوفیاء میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حجاج بن یوسف کے کارندوں سے بھاگ کر آپ کی عبادت گاہ میں آ گئے تو وہ سپاہی آئے اور حضرت حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا اے حبیب! حسن بصری کو آپ نے دیکھا؟ فرمایا ہاں ہاں! انہوں نے پوچھا تو وہ کہاں ہیں؟ فرمایا میری عبادت گاہ میں موجود ہیں! چنانچہ وہ عبادت خانہ میں داخل ہو گئے لیکن وہاں انہوں نے کسی کو نہ دیکھا تو یہ سمجھ کر کہ حضرت حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے استہزاء کیا ہے، آپ کے ساتھ سخت کلامی کی کہ آپ نے ہم سے غلط بیانی کی کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ یہاں ہیں۔ آپ نے قسم کھا کر کہا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں اس طرح سپاہی دوبارہ اور پھر سہ بارہ اندر گئے لیکن حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پایا اور واپس چلے گئے تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لے آئے اور فرمایا: ''اے حبیب! میں جانتا ہوں کہ اللہ نے تیری برکت سے مجھے اُن کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا ہے۔ لیکن آپ نے یہ کیوں کہا تھا کہ حسن اندر ہی موجود ہے؟'' آپ نے جواب دیا: ''اے استاذ محترم! وہ جو آپ کو دیکھ نہ سکے تھے یہ میری برکت نہ تھی بلکہ میرے سچ بولنے کی برکت سے وہ آپ کو دیکھ نہ سکے تھے اور اگر میں دروغ بیانی سے کام لیتا تو وہ مجھے اور آپ دونوں کو رسوا کرتے''، اور آپ کی اس طرح کی کرامات بہت ہیں۔

اللہ کی رضا :

آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ اللہ کی رضا کس چیز میں ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

"فِیْ قَلْبٍ لَیْسَ فِیْهِ غُبَارُ النِّفَاقِ"

''اللہ کی رضا اُس دل میں ہے جس میں منافقت کا غبار نہ ہو۔''

لہٰذا قضاء الٰہی پر راضی رہنا اللہ کے دوستوں کی صفت ہے اور نفاق دشمنوں کی صفت ہے، پس تو ہمیں بھی چاہیے کہ قضاء الٰہی پر راضی رہ کر اللہ کے دوستوں کی صفت اپنائیں نہ کہ منافقت اختیار کر کے اللہ کے دشمن بن جائیں۔ (۱)

(۱) کشف المحجوب

حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ

معرفت کے تخت اور اہل معامل کے تاج حضرت بشر الحافی رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی تبع تابعین میں سے تھے، مجاہدات میں آپ بڑی شان اور بلند برہان اور طریقت کے معاملات میں کامل نصیب کے مالک تھے۔ آپ کو حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہک ی صحبت حاصل رہی اور اپنے ماموں حضرت علی بن حشرم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور آپ علم اصول و فروع کے زبردست عالم تھے۔

توبہ کا سبب:

آپ کی توبہ کی ابتداء یوں ہوئی کہ آپ کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا پڑا پایا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا تھا آپ نے بڑی تعظیم کے ساتھ اُسے اٹھایا اور عطر لگا کر ایک پاک جگہ رکھ دیا۔ اسی رات خواب میں اللہ کی زیارت ہوئی کہ وہ فرما رہے ہیں:

"يَا لبشرُ طيبتَ إِسمي فبعزَّتِي لَا طِيبَنَّ إِسمَكَ فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةَ"

''اے بشر! تو نے میرے نام کو خوشبو لگائی۔ مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیرے نام کو دنیا اور آخرت میں خوشبودار کروں گا یہاں تک کہ جب بھی کوئی تیرا نام سنے گا اپنے دل میں راحت محسوس کرے گا۔''

آپ نے اُسی وقت توبہ کر لی اور زہد و عبادت کا راستہ اختیار کر لیا۔

دنیا اور آخرت میں عزت پانے کا ذریعہ:

آپ نے فرمایا:

”مَنْ اَرَادَ اَنْ یَکُوْنَ عَظِیْماً فِی الدُّنْیَا وَ شرِیْفاً فِی الْاٰخِرِۃِ فَلْیَجْتَنِبْ ثَلَاثاً:

”جو شخص دنیا میں صاحب عزت اور آخرت میں صاحب شرف بننے کا ارادہ رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ تین باتوں سے اجتناب کرے:

﴿۱﴾ لا یَسْأَلُ احدًا حَاجۃً

کسی سے بھی اپنی حاجت کے بارے میں سوال نہ کرے۔

﴿۲﴾ وَّلَا یَذْکُرُ احدًا بِسُوْءٍ

کسی کو برائی کے ساتھ یاد نہ کرے۔

﴿۳﴾ وَّلَا یُجِیْبُ احدًا اِلٰی طَعَامِہٖ“

کھانے کی طرف کسی کا بلاوا قبول نہ کرے۔“

پہلی برائی کا سبب :

کیونکہ جو شخص راہ خدا سے واقف ہے وہ مخلوق سے کسی حاجت کی طلب نہیں کرتا اس لئے کہ مخلوق سے حاجت طلب کرنا معرفت نہ ہونے کی دلیل ہے کہ اگر وہ قاضی الحاجات (حاجت روا) سے وابستہ ہوتا تو اپنی طرح کی مخلوق سے حاجت نہ مانگتا:

”لِاَنَّ اِسْتِعَانَةَ الْمَخْلُوْقِ اِلَى الْمَخْلُوْقِ كَاِسْتِعَانَةِ الْمَسْجُوْنِ اِلَى الْمَسْجُوْنِ“

”مخلوق کا مخلوق سے مدد طلب کرنا قیدی کا قیدی سے مدد طلب کرنے کی طرح ہے۔“

دوسری برائی کا سبب :

جو کوئی کسی کو برا کہتا ہے تو یہ اللہ کے حکم میں تصرف کرنے والا ہے کیونکہ وہ شخص اور اُس کا فعل دونوں ہی اللہ کے پیدا کردہ ہیں اور جو اللہ کے مخلوق کو رَد کرتا ہے گویا وہ اللہ کو رَد کرتا ہے کیونکہ جو کسی فعل کو عیب دار کہے گا تو گویا اس نے فاعل کو عیب دار کیا۔ البتہ سوائے اس کے جو خود اللہ نے فرمایا ہے کہ میری موافقت میں کفار کی مذمت کرو۔

تیسری برائی کا سبب :

لوگوں کی دعوتِ طعام قبول کرنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ اصل رزق دینے والا تو اللہ ہے اگر اس نے مخلوق کو تیری روزی کا سبب بنا دیا ہے تو اس سبب کو نہ دیکھ بلکہ جان لے کہ وہ تیری ہی روزی تھی جو اللہ نے تجھے پہنچائی ہے اور اگر وہ شخص یہ سمجھتا ہو کہ وہ اس کی ملکیت ہے اور اس طرح وہ تجھ پر احسان کرتا ہے تو اس کی دعوت قبول نہ کر کیونکہ روزی کے معاملہ میں کسی کا کسی پر ہرگز احسان نہیں ہے۔ (۱) واللہ اعلم

(۱) کشف المحجوب

حضرت عمر بن سالم نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ

اور انہی تبع تابعین میں سے ایک خراسان کے شیخ المشائخ اور اپنے دَور میں بے مثل بزرگ حضرت ابو حفص بن سالم نیشا پوری الحدادی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ آپ کا شمار بڑے بزرگ اور بلند پایہ صوفیاء میں ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ بغداد کے مشائخ کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے لیکن آپ عربی نہ بول سکتے تھے۔ جب بغداد پہنچے تو آپ کے مریدوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ بڑی نامناسب بات ہے کہ خراسان کے شیخ المشائخ کو گفتگو کے لئے ترجمان کی ضرورت پڑے۔ لیکن جب 'مسجد شونیزیہ' میں آئے اور بغداد کے تمام مشائخ بھی وہاں آگئے تو آپ نے ان کے ساتھ ایسی فصیح عربی میں گفتگو کی کہ تمام مشائخ دنگ اور عاجز رہ گئے۔

توبہ کی وجہ :

آپ کی توبہ کی ابتداء اس طرح سے ہوئی کہ آپ ایک کنیز پر فریفتہ ہو گئے تھے۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ نیشا پور کے قریبی ایک گاؤں میں ایک یہودی جادوگر رہتا ہے آپ کے اس کام کا علاج اس کے پاس موجود ہے۔ آپ اس کے پاس گئے اور اپنا حال اس کے سامنے بیان کیا۔ یہودی نے کہا کہ چالیس روز تک تم نہ تو نماز پڑھو، نہ کوئی اچھا عمل کرو اور نہ ہی نیک نیتی کا کوئی کام دِل وزبان پر لاؤ پھر میں عمل کروں گا جس سے تمہاری مراد پوری ہو جائے گی۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور جب چالیس روز ہو گئے تو اس یہودی نے جادو کا عمل کیا لیکن آپ کی مراد پوری نہ ہوئی۔ یہودی

نے کہا: ''اے حفص! اس عرصہ میں تو نے ضرور کوئی نیک کام کیا ہے خوب سوچ لو''، حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اس عرصے میں کسی اچھے عمل کو میں نہیں جانتا جو میرے ظاہر و باطن سے سرزد ہوا ہو، سوائے اس کے کہ ایک روز میں راستہ میں جا رہا تھا کہ راہ میں ایک پتھر پڑا تھا جسے میں نے اس ارادہ سے راستہ سے ہٹا دیا کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔''

اللہ تعالیٰ کتنا قدردان ہے :

یہودی نے کہا کہ ''پھر تو اس اللہ کی نافرمانی نہ کر کہ جس کا فرمان تو نے چالیس دن تک ضائع کیا ہے لیکن اس نے تیری اتنی تکلیف کو ضائع نہیں کیا۔'' یعنی ایک نیکی کی وجہ سے تجھے کفر (جادو) سے محفوظ رکھا، آپ نے یہ سن کر اسی وقت توبہ کر لی اور یہودی بھی مسلمان ہو گیا۔[1]

(۱) کشف المحجوب

حضرت شفیق بن ابراہیم الازدی رحمتہ اللہ علیہ

حضرات تبع تابعین میں سے زہد وتقویٰ کے سرمایہ حضرت ابوعلی شفیق بن ابراہیم الازدی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔آپ اپنی قوم کے معزز، ان کے مقتداء اور شریعت وطریقت اور حقیقت کے جملہ علوم کے عالم تھے۔علم تصوف میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔آپ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ہم صحبت تھے اور بہت سے مشائخ کی زیارت اور ان کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔

آپ کی توبہ کا سبب :

کہتے ہیں کہ آپ کی توبہ کا سبب یہ بنا کہ ایک سال بلخ شہر میں قحط پڑا اور لوگ ایک دوسرے کو کھانے پر آمادہ ہوگئے۔تمام مسلمان بڑے غمگین تھے۔آپ نے ایک غلام کو دیکھا کہ وہ بازار میں ہنس رہا ہے اور خوشی کا اظہار کر رہا ہے۔لوگوں نے اس سے کہا کہ تمام مسلمان غم میں مبتلا ہیں لیکن تو خوشی کا اظہار کر رہا ہے تجھے شرم نہیں آتی؟ وہ کہنے لگا کہ مجھے کسی طرح کا کوئی غم نہیں کیونکہ میں ایسے شخص کا غلام ہوں جو ایک پورے گاؤں کا مالک ہے اور اس نے میرے دل سے تمام اندیشوں کو اٹھا دیا ہے۔حضرت شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اے میرے اللہ! یہ غلام اپنے مالک پر اتنا خوش ہو رہا ہے جو صرف ایک گاؤں کا مالک ہے اور آپ تو تمام جہان کے مالک ہیں اور ہمیں روزی پہنچانے کا آپ نے ذمہ لے رکھا ہے پھر بھی ہم نے

اپنے دلوں میں اس قدر غموں کو کیوں جگہ دے رکھی ہے؟" یہ کہہ کر آپ نے دنیا کے تمام معاملات کو چھوڑ کر طریقت کا راستہ اختیار کر لیا اور اس کے بعد کبھی روزی کا غم اپنے دل میں پیدا نہیں ہونے دیا۔ آپ فخر سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تو ایک غلام کا شاگرد ہوں اور میں نے جو کچھ پایا ہے اسی سے حاصل کیا ہے، اور آپ یہ انکساری کے طور پر کہتے تھے۔

حقیقی زندگی اور موت :

آپ نے فرمایا:

"جَعَلَ اللّٰہُ اَھْلَ طَاعَۃٍ اَحْیَاءَ فِیْ مَمَاتِھِمْ
وَاَھْلَ الْمَعَاصِیْ اَمْوَاتاً فِیْ حَیَاتِھِمْ"

" اللہ اہل اطاعت کو ان کی موت کے بعد بھی زندہ کر دیتے ہیں
اور اہل معصیت کو ان کی زندگی میں ہی مردہ بنا دیتے ہیں۔"

یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والا اگر چہ مر جائے تب بھی زندہ ہوتا ہے کیونکہ اس کی فرمانبرداری پر فرشتے اسے ہمیشہ آفرین کہتے ہیں۔ پس وہ اپنی موت کے بعد ہمیشہ ملنے والی جزاء کی وجہ سے باقی رہتا ہے۔ اور گناہ گار کی زندگی اس کے گناہوں کے سبب اس پر اتنی تنگ اور مشکل ہو جاتی ہے کہ وہ مردہ کی طرح زندگی گزار رہا ہوتا ہے، اس لئے کہ گناہ گار کی زندگی سے خوشی، چین، سکون اور راحت ایسے نکلی ہوئی ہوتی ہے جیسے مردہ کے جسم سے روح۔

موت سے پہلے توبہ جلدی ہی ہے :

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے پاس ایک بوڑھا شخص آیا اور کہنے لگا: اے شیخ میں بہت گناہگار ہوں اور چاہتا ہوں کہ گناہوں سے توبہ کرلوں آپ نے فرمایا کہ تو نے بہت دیر کردی، بوڑھے نے کہا کہ میں تو بہت جلدی آ گیا ہوں آپ نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے کہا: جو کوئی اپنی موت سے پہلے توبہ کے لئے آ جائے اگرچہ دیر بعد آئے لیکن وہ جلدی ہی آنے والا ہوتا ہے۔

فائدہ :

اس واقعے سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو توبہ میں جلدی کرنی چاہیے اس لئے کہ انسان کی موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اور توبہ کے معاملے میں اللہ سے نا امید نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ جس نے بھی موت سے پہلے پہلے توبہ کرلی اگرچہ وہ عمر کا ایک طویل عرصہ گزار کر آئے لیکن وہ جلد ہی آنے والا ہے۔(۱)

(۱) کشف المحجوب

حضرت نصوح رحمتہ اللہ علیہ کی سچی توبہ کا واقعہ

پہلے زمانے میں ایک شخص تھا جس کا نام نصوح تھا، تھا مرد مگر شکل اور آواز بالکل عورتوں کی طرح تھی اور شاہی محل میں بیگموں اور بادشاہ کی شہزادیوں کو نہلانے اور میل نکالنے کی خدمت پر مامور تھا اور عورت کے لباس میں یہ شخص ملازمہ اور خادمہ بنا ہوا تھا۔ چونکہ یہ مرد شہوتِ کاملہ رکھتا تھا، اس لئے شاہی خاندان کی عورتوں کی مالش سے نفسانی لذّت بھی خوب پاتا اور جب بھی توبہ کرتا اس کا نفس ظالم اس کی توبہ کو توڑ دیتا۔

توبہ کا سبب :

ایک دن اس نے سُنا کہ کوئی بڑے عارف بزرگ تشریف لائے ہیں۔ یہ بھی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ گناہ گار عارف کے سامنے آیا ہے، آپ سے عرض ہے کہ اس گناہ گار کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیئے۔ چنانچہ انہوں نے نصوح کے لئے دعا کی، اس بزرگ کی دعا سات آسمانوں سے اوپر اٹھا لی گئی اور اس عاجز مسکین کے لئے اس خدائے عزوجل نے اپنی خاص قدرت سے گناہ سے خلاصی کا ایک سبب پیدا فرمایا۔ وہ سبب غیب سے یہ ظاہر ہوا کہ محل کی عورتوں کی رہائش گاہ سے ایک انتہائی قیمتی ہیرا گم ہو گیا، نصوح اور اس کے ساتھ تمام نوکرانیوں کی تلاشی کی ضرورت پیش آئی، عورتوں کی رہائش گاہ کے دروازے بند کر کے تلاشی شروع ہوئی۔ جب کسی کے سامان میں وہ موتی نہ ملا تو محل میں اعلان کر دیا گیا کہ سب خادمات کپڑے اتار کر ننگی

ہو جائیں، خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھی ہوں، اس آواز سے نصوح پر لرزہ طاری ہو گیا کیونکہ یہ دراصل مرد تھا مگر عورت کے بھیس میں ایک عرصے سے خادمہ بنا ہوا تھا، اس نے سوچا کہ آج میں رسوا ہو جاؤں گا اور بادشاہ غیرت کے سبب اپنی عزّت و ناموس کا مجھ سے انتقام لے گا اور مجھے قتل سے کم سزا نہیں ہو سکتی اس لئے کہ میرا جرم نہایت سنگین ہے۔

حضرت نصوح رحمۃ اللہ علیہ کا تضرع :

حضرت نصوح رحمۃ اللہ علیہ خوف سے لرزتا ہوا خلوت میں آ گیا۔ ہیبت سے چہرہ زرد اور ہونٹ نیلے ہو رہے تھے، نصوح چونکہ موت کو اپنے سامنے دیکھ رہا تھا لہٰذا خوف کے مارے ایسے تڑپ رہا تھا جیسے مچھلی پانی سے باہر تڑپتی ہے اور لرزہ بر اندام ہو رہا تھا، اسی حالت میں یہ سجدہ میں گر گیا اور رو رو کر دعا کرنے لگا: ''اے میرے رب! بہت دفعہ میں نے غلط راستہ اختیار کیا، توبہ اور عہد کو بار ہا توڑ دیا، اے میرے اللہ! اب میرے ساتھ وہ معاملہ کیجئے جو آپ کے لائق ہے کیونکہ میرے ہر سوراخ سے سانپ مجھے ڈس رہا ہے، اگر ہیرے کی تلاشی کی نوبت خادمات سے گزر کر مجھ تک پہنچی تو اُف میری جان کس قدر سخت اور دردناک عذاب چکھے گی۔ اگر آپ اس دفعہ میری پردہ پوشی فرما دیں تو میں نے توبہ کی ہر برے کام سے اور نافرمانی سے''، نصوح یہ مناجات کرتے کرتے عرض کرنے لگا: ''اے رب! میرے جگر میں غم کے سینکڑوں شعلے بھڑک رہے ہیں اور آپ میری مناجات میں میرے جگر کا خون دیکھ لیں کہ میں کس طرح بے کسی کی حالت اور درد سے فریاد کر رہا ہوں۔''

حضرت نصوح رحمۃ اللہ علیہ کا بے ہوش ہو جانا :

نصوح اللہ کے سامنے گریہ وزاری کر ہی رہا تھا کہ محل میں صدا بلند ہوئی کہ سب کی تلاشی ہوچکی اب اے نصوح! تو سامنے آ اور عریاں ہو جا۔ یہ سننا تھا کہ نصوح اس خوف سے کہ ننگے ہونے سے میرا پردہ فاش ہوگا، بے ہوش ہوگیا اور اس کی روح عالم بالا کی سیر میں مشغول ہوگئی، اللہ کے بحرِ رحمت کو اس وقت جوش آیا اور اللہ کی قدرت سے نصوح کی پردہ پوشی کے لئے بلا تاخیر فوراً ہیرا مل گیا۔ اچانک آواز آئی کہ وہ گمشدہ ہیرا مل گیا ہے، اب بے ہوش نصوح بھی ہوش میں آ گیا تھا اور اس کی آنکھیں سینکڑوں دنوں کی روشنی سے زیادہ روشن تھیں کیونکہ عالمِ بے ہوشی میں نصوح کی روح کو اللہ کی رحمت نے اپنی تجلّیاتِ قرب کا مشاہدہ کرا دیا تھا جس کے انوار اس کی آنکھوں میں ہوش میں آنے کے بعد بھی تاباں تھے۔

شاہی خاندان کی عورتیں حضرت نصوح رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت کرنے لگیں اور عاجزی سے کہا کہ ہماری بدگمانی کو مُعاف کردو! ہم نے تم کو بہت تکلیف دی ہے۔ حضرت نصوح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ تو اللہ کا مجھ پر فضل ہوگیا اے مہربانو! ورنہ جو کچھ میرے بارے میں کہا گیا ہے میں اس سے بھی برا اور خراب ہوں۔

توبہ کے بعد حضرت نصوح رحمۃ اللہ علیہ کا گناہ سے کنارہ کش ہو جانا :

اس کے بعد سُلطان کی ایک بیٹی نے اس کو مالش اور نہلانے کو کہا مگر نصوح چونکہ اللہ والا

ہو چکا تھا اور بے ہوشی میں اس کی روح اللہ کے قرب کے خاص مقام پر فائز ہو چکی تھی، اتنے قوی تعلق مع اللہ اور یقین کی نعمت کے بعد گناہ کے ظلم کی طرف کس طرح رخ کرتا، کیونکہ روشنی کے بعد اندھیرے سے بہت ہی نفرت محسوس ہونا فطری امر ہے، حضرت نصوح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اے شہزادی! میرے ہاتھ کی طاقت اب ختم ہو چکی ہے اور تمہارا نصوح اب بیمار ہو گیا ہے، لہٰذا اب مالش کی ہمت نہیں ہے''، چنانچہ اس بہانے سے اس نے اپنے آپ کو گناہ سے بچا لیا۔

حضرت نصوح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل میں سوچا کہ میرا جرم حد سے گزر گیا اب میرے دل سے وہ خوف اور غم کیسے نکل سکتا ہے، حضرت نصوح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے اپنے مولیٰ سے حقیقی توبہ کی ہے، میں اب اس توبہ کو ہرگز نہ توڑوں گا خواہ میرے تن سے میری جان بھی جُدا ہو جائے۔

ہارون رشید کے بیٹے کا زہد

ہارون رشید کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر تقریباً سولہ سال کی تھی، وہ بہت کثرت سے زاہدوں اور بزرگوں کی مجلس میں رہا کرتا تھا اور اکثر قبرستان میں چلا جاتا تھا، وہاں جا کر کہتا تھا: ''تم لوگ ہم سے پہلے دنیا میں تھے، دنیا کے مالک تھے لیکن اس دنیا نے تمہیں نجات نہ دی حتیٰ کہ تم قبروں میں پہنچ گئے، کاش مجھے کسی طرح خبر ہوتی کہ تم پر کیا گزر رہی ہے اور تم سے کیا کیا سوال و جواب ہو رہے ہیں''، اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتا:

تُرَوِّعُنِیْ الْجَنَائِزُ كُلَّ يَوْمٍ ۔۔۔ وَ يَحْزُنُنِیْ بُكَاءُ النَّائِحَاتِ

''مجھے جنازے ہر دن ڈراتے ہیں اور مرنے والوں
پر رونے والیوں کی آوازیں مجھے غمگین رکھتی ہیں۔''

نوجوان شہزادہ اور ترک دنیا:

ایک دن وہ اپنے باپ (بادشاہ) کی مجلس میں آیا، اس کے وزراء امراء سب جمع تھے اور لڑکے کے بدن پر ایک معمولی کپڑا اور سر پر ایک لنگی بندھی ہوئی تھی، اراکین سلطنت آپس میں کہنے لگے اس پاگل لڑکے کی حرکتوں نے امیر المؤمنین کو بھی دوسرے بادشاہوں کی نگاہ میں ذلیل کر دیا، اگر امیر المؤمنین اس کو تنبیہ کریں تو شاید یہ اپنی اس حالت سے باز آ جائے، امیر المؤمنین نے یہ بات سن کر بیٹے سے کہا: اے بیٹے تو نے مجھے لوگوں کی نگاہ میں ذلیل کر رکھا ہے، اس نے یہ بات سن کر باپ کو تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن ایک پرندہ

وہاں بیٹھا تھا اس کو کہا: اس ذات کا واسطہ جس نے تجھے پیدا کیا تو میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جا، وہ پرندہ وہاں سے اڑا اور اس کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا، پھر کہا اب اپنی جگہ چلا جا، وہ ہاتھ پر سے اڑ کر اپنی جگہ چلا گیا، اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ ابا جان اصل میں آپ دنیا سے جو محبت کر رہے ہیں اس نے مجھے رسوا کر رکھا ہے، اب میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آپ سے جدائی اختیار کرلوں، یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا اور ایک قرآن شریف صرف اپنے ساتھ لیا، چلتے ہوئے ماں نے ایک بہت قیمتی انگوٹھی بھی اس کو دے دی (کہ ضرورت کے وقت اس کو فروخت کر کے اس کو کام میں لائے)۔

شہزادہ اور مزدوری:

وہ یہاں سے چل کر بصرہ پہنچ گیا اور مزدوروں میں کام کرنے لگا، ہفتہ میں صرف ایک دن شنبہ کو مزدوری کرتا اور آٹھ دن تک وہ مزدوری کے پیسے کو خرچ کرتا اور آٹھویں دن پھر شنبہ کو مزدوری کر لیتا اور ایک درہم اور ایک دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) مزدوری لیتا، اس سے کم یا زیادہ نہ لیتا ایک دانق روزانہ خرچ کرتا، ابو عامر بصری کہتے ہیں کہ میری ایک دیوار گر گئی، اس کو بنوانے کے لئے میں کسی معمار کی تلاش میں نکلا (کسی نے بتایا ہوگا کہ یہ شخص بھی تعمیر کا کام کرتا ہے) میں نے دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے ایک زنبیل پاس رکھی ہے اور قرآن شریف دیکھ کر پڑھ رہا ہے، میں نے اس سے پوچھا کہ لڑکے مزدوری کرو گے؟ کہنے لگا کیوں نہیں کروں گا، مزدوری کے لئے ہی تو پیدا ہوا ہوں، آپ بتائیں مجھ سے کیا خدمت لینی ہے؟

میں نے کہا گارے مٹی (تعمیر) کا کام لینا ہے، اس نے کہا ایک درہم ایک دانق مزدوری ہوگی اور نماز کے اوقات میں کام نہیں کروں گا، مجھے نماز کے لئے جانا ہوگا۔ میں نے اس کی دونوں شرطیں قبول و منظور کرلیں اور اس کو کام پر لگا دیا، مغرب کے وقت جب میں نے دیکھا تو اس نے دس آدمیوں کے بقدر کام کیا، میں نے اس کو مزدوری میں دو درہم دیئے، اس نے شرط سے زائد لینے سے انکار کردیا اور ایک درہم اور ایک دانق لے کر چلا گیا۔

ایک دن مزدوری میں اور باقی عبادت میں :

دوسرے دن میں پھر اس کی تلاش میں نکلا، وہ مجھے کہیں نہیں ملا، میں نے لوگوں سے تحقیق کی کہ ایسی ایسی صورت کا ایک لڑکا مزدوری کیا کرتا ہے کسی کو معلوم ہے وہ کہاں ملے گا؟ لوگوں نے بتایا وہ صرف شنبہ ہی کے دن مزدوری کرتا ہے، اس سے پہلے تمہیں کہیں نہیں ملے گا۔ مجھے اس کے کام کو دیکھ کر ایسی رغبت ہوئی کہ میں نے آٹھ دن تک اپنی تعمیر کو بند کردیا اور شنبہ کے دن اس کی تلاش میں نکلا، وہ اسی طرح بیٹھا قرآن شریف پڑھتا ہوا ملا، میں نے سلام کیا اور مزدوری کرنے کو پوچھا، اس نے وہی پہلی دو شرطیں بیان کیں، میں نے منظور کرلیں، وہ میرے ساتھ آکر کام میں لگ گیا مجھے اس پر حیرت ہو رہی تھی کہ پچھلے شنبہ کو اس اکیلے نے دس آدمیوں کا کام کس طرح کرلیا اس لئے اس مرتبہ میں نے ایسی جگہ چھپ کر کہ وہ مجھے نہ دیکھے اس کے کام کرنے کا طریقہ دیکھا، تو یہ منظر دیکھا کہ وہ ہاتھ میں گارہ لے کر دیوار پر ڈالتا ہے اور پتھر اپنے آپ ہی ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے چلے جاتے ہیں، مجھے یقین ہوگیا کہ یہ کوئی اللہ

کا ولی ہے اور اللہ کے اولیاء کے کاموں کی غیب سے مدد ہوتی ہے، جب شام ہوئی تو میں نے اس کو تین درہم دینا چاہے، اس نے لینے سے انکار کر دیا، میں اتنے درہم کیا کروں گا اور ایک درہم اور ایک دانق لے کر چلا گیا۔

شہزادہ مرض الموت میں :

ابو عامر بصری کہتے ہیں کہ میں نے ایک ہفتہ پھر انتظار کیا اور تیسرے شنبہ کو پھر میں اس کی تلاش میں گیا مگر وہ مجھے نہ ملا، میں نے لوگوں سے تحقیق کی تو ایک شخص نے بتایا کہ وہ تین دن سے بیمار ہے، فلاں ویرانے جنگل میں پڑا ہے۔ میں نے ایک شخص کو اجرت دے کر راضی کیا کہ وہ مجھے اس جنگل میں پہنچا دے، وہ مجھے ساتھ لے کر اس جنگل ویران میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ بیہوش پڑا ہے، آدھی اینٹ کا ٹکڑا سر کے نیچے رکھا ہوا ہے، میں نے اس کو سلام کیا، میں نے دوسری مرتبہ سلام کیا تو اس نے (آنکھیں کھول لیں) اور مجھے پہچان لیا، میں نے جلدی سے اس کا سر اینٹ سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا، اس نے سر ہٹا لیا اور شعر پڑھے جن میں سے دو یہ ہیں:

ایک دن تیرا جنازہ بھی اٹھے گا :

يَا صَاحِبِیْ لَا تَغْتَرِرْ بِتَنَعُّمٍ   فَالْعُمْرُ يَنْفَدُ وَ النَّعِيْمُ يَزُوْلُ

وَ اِذَا حَمَلْتَ اِلَى الْقُبُوْرِ جَنَازَةً   فَاعْلَمْ بِاَنَّكَ بَعْدَهَا مَحْمُوْلٌ

''میرے دوست دنیا کی نعمتوں سے دھوکے میں نہ پڑ، عمر ختم ہوتی جا رہی ہے اور یہ نعمتیں سب ختم ہو جائیں گی جب تو کوئی جنازہ لے کر قبرستان جائے تو یہ سوچتا رہا کر کہ تیرا بھی ایک دن اسی طرح جنازہ اٹھایا جائے گا۔''

شہزادے کی وصیتیں :

﴿۱﴾ **پہلی وصیت** :اس کے بعد اس نے مجھے کہا کہ ابُوْ عامر جب میری روح نکل جائے تو مجھے نہلا کر میرے اسی کپڑے میں مجھے کفن دے دینا۔ میں نے کہا اے میرے محبوب اس میں کیا حرج ہے کہ میں تیرے کفن کے لئے نئے کپڑے لے آؤں۔اس نے جواب دیا کہ نئے کپڑوں کے لئے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں (یہ جواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے انہوں نے بھی اپنے وصال کے وقت یہی فرمائش کی تھی کہ میری اِنہی چادروں میں مجھے کفن دے دینا اور جب ان سے نئے کپڑے کی اجازت چاہی گئی تو انہوں نے یہی جواب دیا تھا) لڑکے نے کہا کہ کفن پُرانا ہو یا نیا، بہر حال بوسیدہ ہو جائے گا۔آدمی کے ساتھ تو صرف اس کا عمل ہی رہتا ہے۔

﴿۲﴾ **دوسری وصیت** :یہ میری لُنگی اور لوٹا قبر کھودنے والے کو مزدوری میں دے دینا،

﴿۳﴾ **تیسری وصیت** :یہ انگوٹھی اور قرآن شریف میرے والد ہارون رشید تک پہنچا دینا اور اس کا خیال رکھنا کہ خود ان ہی کے ہاتھ میں دینا اور یہ کہہ کہ دینا کہ ایک پڑوسی لڑکے کی یہ میرے پاس امانت ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ گیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی غفلت اور دھوکہ کی حالت میں آپ کی موت آجائے یہ کہہ کر اس کی رُوح نکل گئی، اُس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ لڑکا شہزادہ تھا۔اس کے انتقال کے بعد اس کی وصیت کے موافق میں نے اس کو دفن کر دیا اور دونوں چیزیں گورکن (قبر کھودنے والا) کو دے دیں۔

ابو عامر کہتے ہیں کہ میں قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر بغداد پہنچا اور قصر شاہی کے قریب

پہنچا تو بادشاہ کی سواری نکل رہی تھی میں ایک اونچی جگہ کھڑا ہو گیا۔ اول ایک بہت بڑا لشکر نکلا جس میں تقریباً ایک ہزار شاہ سوار تھے اس کے بعد اسی طرح یکے بعد دیگرے دس لشکر نکلے، ہر ایک میں تقریباً ایک ہزار سوار تھے دسویں جتھے میں خود امیر المؤمنین بھی تھے، میں نے زور سے آواز دے کر کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کو حضور اقدس ﷺ کی قرابت، رشتہ داری کا واسطہ، ذرا سا توقف کر لیجئے، میری آواز پر انہوں نے مجھے دیکھا تو میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا کہ میرے پاس ایک پڑوسی لڑکے کی یہ امانت ہے جس نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ یہ دونوں چیزیں آپ تک پہنچا دوں۔

بادشاہ کا غم :

بادشاہ نے ان کو دیکھ کر پہچان لیا اور تھوڑی دیر سر جھکایا۔ ان کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے اور دربان سے کہا کہ اس آدمی کو اپنے ساتھ رکھو، جب میں واپسی میں بُلاؤں تو میرے پاس پہنچا دینا۔ جب وہ باہر سے واپسی پر مکان پر پہنچے تو محل کے پردے گروا کر دربان سے فرمایا اس شخص کو بُلا کر لاؤ اگر چہ وہ میرا غم تازہ ہی کرے گا۔ دربان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر المؤمنین نے بلایا ہے اور اس کا خیال رکھنا کہ امیر پر صدمہ کا بہت اثر ہے، اگر تم دس باتیں کرنا چاہتے ہو تو پانچ ہی پر اِکتفا کرنا۔ یہ کہہ کر وہ مجھے امیر کے پاس لے گیا اس وقت امیر بالکل تنہا بیٹھے تھے۔ مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آجاؤ، میں قریب جا کر بیٹھ گیا۔ کہنے لگے کہ تم میرے اس بیٹے کو جانتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں میں ان کو جانتا ہوں۔ کہنے لگے وہ کیا کام کرتا

تھا میں نے کہا گارے مٹی کی مزدوری کرتے تھے۔ کہنے لگے تم نے بھی مزدوری پر کوئی کام اس سے کرایا ہے؟ میں نے کہا کرایا ہے کہنے لگے تمہیں اس کا خیال نہ آیا کہ اس کی حضور اقدس ﷺ سے قرابت تھی (کہ یہ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہیں) میں نے کہا: امیر المؤمنین پہلے اللہ سے معافی چاہتا ہوں اس کے بعد آپ سے عذر خواہ ہوں، مجھے اس وقت اس کا علم ہی نہ تھا کہ یہ کون ہیں مجھے اس کے انتقال کے وقت اس کا حال معلوم ہوا، کہنے لگے کہ تم نے اپنے ہاتھ سے اس کو غسل دیا؟ میں نے کہا جی ہاں، کہنے لگے اپنا ہاتھ لاؤ میرا ہاتھ لے کر اپنے سینہ پر رکھ دیا اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

ہارون رشید کا مرثیہ :

"اے وہ مسافر جس پر میرا دل پگھل رہا ہے اور میری آنکھیں اس پر آنسو بہا رہی ہیں،
اے وہ شخص جس کا مکان (قبر) دُور ہے لیکن اس کا غم میرے قریب ہے۔"
"بے شک موت ہر اچھے سے اچھے عیش کو مکدّر کر دیتی ہے وہ مسافر ایک چاند کا ٹکڑا تھا
(یعنی اس کا چہرہ) جو خالص چاندی کی ٹہنی پر تھا (یعنی اس کے بدن پر) پس
چاند کا ٹکڑا بھی قبر میں پہنچ گیا اور چاندی کی ٹہنی بھی قبر میں پہنچ گئی۔"

ہارون رشید بیٹے کی قبر پر :

اس کے بعد ہارون رشید نے بصرہ اس کی قبر پر جانے کا ارادہ کیا ابو عامر رحمۃ اللہ علیہ ساتھ تھے۔ اس کی قبر پر پہنچ کر ہارون رشید نے چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

''اے وہ مسافر جو اپنے سفر سے کبھی بھی نہ لوٹے گا،
موت نے کم عمری میں ہی اس کو جلدی سے اُچک لیا۔''
''اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تُو میرے لئے انس اور دل کا چین تھا،
لمبی راتوں میں بھی اور مختصر راتوں میں بھی۔''
''تو نے موت کا وہ پیالہ پیا ہے جس کو عنقریب
تیرا بوڑھا باپ بڑھاپے کی حالت میں پیئے گا۔''
''بلکہ دنیا کا ہر آدمی اُس کو پیئے گا،
چاہے وہ جنگل کا رہنے والا ہو یا شہر کا رہنے والا ہو۔''
''پس سب تعریفیں اُسی وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کے لئے ہیں،
جس کی لکھی ہوئی تقدیر کے یہ کرشمے ہیں۔''

شہزادہ جنت میں:

ابو عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جو رات آئی تو جب میں اپنے وظائف پورے کر کے لیٹا ہی تھا کہ میں نے خواب میں ایک نور کا قُبّہ دیکھا جس کے اوپر اَبر (بادل) کی طرح نور ہی نور پھیل رہا ہے۔ اُس نور کے اَبر میں سے اُس لڑکے نے مجھے آواز دے کر کہا: ''ابو عامر تمہیں اللہ جزائے خیر عطا فرمائے (تم نے میری تجہیز و تکفین کی اور میری وصیت پوری کی)۔ میں نے اس سے پوچھا کہ میرے پیارے تیرا کیا حال گزرا؟ کہنے لگا کہ میں ایسے مولیٰ کی طرف پہنچا ہوں جو بہت کریم ہے اور مجھ سے بہت راضی ہے۔ مجھے اس مالک نے وہ چیزیں عطا کیں جو

نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں، نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا (یہ ایک مشہور حدیث پاک کا مضمون ہے۔ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کا پاک ارشاد ہے کہ

میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھیں، نہ کان نے سُنیں، نہ کسی کے دل پر ان کا خیال گزرا)۔

تہجد گزاروں کے لئے انعام:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے کہ ''اللہ نے ان لوگوں کے لئے جن کے پہلو رات کو خواب گاہوں سے دور رہتے ہیں (یعنی تہجد گزاروں کے لئے) وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا، نہ اُن کو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی رسول جانتا ہے'' اور یہ مضمون قرآن پاک میں بھی ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (۱)

''کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔''

اس کے بعد اس لڑکے نے کہا کہ اللہ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو بھی دنیا سے اس طرح نکل آئے جیسے میں نکل آیا اس کے لئے یہی اِعزاز و اِکرام ہیں جو میرے لئے ہوئے۔ (۲)

❁❁❁❁❁

---

(۱) سورۃ السجدۃ آیت نمبر: ۱۷

(۲) فضائل صدقات بحوالۂ روض

حضرت محمد بن سلیمان الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنوامیہ کے لوگوں میں موسیٰ بن محمد بن سلیمان الہاشمی بہت ہی ناز پروردہ رئیس تھا، دل کی خواہشات پوری کرنے میں ہر وقت مُنْہمِک رہتا کھانے میں، پینے میں، لباس میں، لَہْوُ ولَعب میں خواہشات اور لذّات کی ہر نوع میں اعلیٰ درجہ پر تھا، لڑکے لڑکیوں میں ہر وقت مُنہمِک رہتا، نہ اس کو کوئی غم تھا اور نہ فکر، خود بھی نہایت ہی حسین چاند کے ٹکڑے کی طرح تھا اللہ کی ہر نوع کی دنیوی نعمت اس پر پوری تھی، اس کی آمدنی تین لاکھ تین ہزار دینار (اشرفیاں) سالانہ تھی، جو ساری کی ساری اسی لَہو ولَعب میں خرچ ہوتی تھی، ایک اونچا بالا خانہ تھا جس میں کئی کھڑکیاں تو شارِع عام کی طرف کھلی ہوئی تھیں جن پر بیٹھ کر وہ راستہ چلنے والے لوگوں کے نظارے کرتا اور کئی کھڑکیاں دوسری جانب باغ کی طرف کھلی ہوئی تھیں جن میں بیٹھ کر وہ باغ کی ہوائیں کھاتا اور خوشبوئیں سونگھتا تھا۔

گانے اور شراب کا عادی :

اُس بالا خانہ میں ایک ہاتھی دانت کا قبّہ تھا جو چاندی کی میخوں سے جڑا ہوا تھا اور سونے کا اُس پر جھول تھا۔ اُس کے اندر ایک تخت تھا جس پر موتیوں کی چادر تھی اور اُس ہاشمی کے سَر پر موتیوں کا جڑا ہوا عمامہ تھا۔ اُس قُبّہ میں اس کے یار احباب جمع رہتے خُدّام ادب سے پیچھے کھڑے رہتے، سامنے ناچنے گانے والیاں قبّہ سے باہر مجتمع رہتیں، جب گانا سننے کو دل چاہتا وہ ستار کی طرف ایک نظر اُٹھاتا اور سب حاضر ہو جاتیں اور جب بند کرنا چاہتا تو ہاتھ سے ستار کی

طرف اشارہ کر دیتا گانا بند ہو جاتا۔ رات کو ہمیشہ جب تک نیند نہیں آتی اسی لہو ولعب میں مشغول رہتا اور جب (شراب کے نشہ سے) اُس کی عقل جاتی رہتی، یارانِ مجلس اُٹھ کر چلے جاتے، وہ جونسی لڑکی کو چاہتا پکڑ لیتا اور رات بھر اُس کے ساتھ خَلوت کرتا۔ صبح کو وہ شطرنج چوسر وغیرہ میں مشغول ہو جاتا۔ اُس کے سامنے کوئی رنج وغم کی بات، کسی کی موت، کسی کی بیماری کا تذکرہ بالکل نہ آتا۔ اس کی مجلس میں ہر وقت ہنسی اور خوشی کی باتیں، ہنسانے والے قصے اور اسی قسم کے تذکرے رہتے۔ ہر دن نئی نئی خوشبوئیں جو اس زمانے میں کہیں ملتیں وہ روزانہ اُس کی مجلس میں آتیں، عمدہ عمدہ خوشبوؤں کے گلدستے وغیرہ حاضر کئے جاتے۔ اسی حالت میں اس کے ستائیس (۲۷) برس گزر گئے۔

توبہ کا سبب :

ایک رات وہ حسبِ معمول اپنے قبّہ میں تھا، دفعتہً اس کے کان میں ایک ایسی سُریلی آواز پڑی جو اُس کے گانے والوں کی آواز سے بالکل جُدا تھی لیکن بڑی دلکش تھی۔ اس کی آواز کان میں پڑتے ہی اُس کو بے چین سا کر دیا، اپنے گانے والوں کو بند کر دیا اور قبّہ کی کھڑکی سے باہر سَر نکال کر اُس آواز کو سننے لگا۔ وہ آواز کبھی کان میں پڑ جاتی کبھی بند ہو جاتی۔ اُس نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ یہ آواز جس شخص کی آ رہی ہے اُس کو پکڑ کے لے آؤ۔

خُدّام جلدی سے اُس آواز کی طرف دوڑے اور اس آواز کو تلاش کرتے کرتے ایک مسجد میں جا پہنچے، جہاں ایک جوان نہایت ضعیف بدن، زرد رنگ، گردن سوکھی ہوئی، ہونٹوں پر خشکی

آئی ہوئی، بال پراگندہ، پیٹ کمر سے لگا ہوا، دو ایسی چھوٹی چھوٹی لنگیاں اس کے بدن پر کہ ان سے کم میں بدن نہ ڈھک سکے، مسجد میں کھڑا ہوا اپنے رب کے ساتھ مشغول تلاوت کر رہا ہے، یہ لوگ اس کو پکڑ کر لے گئے، نہ اس سے کچھ کہا نہ بتایا۔ ایک دم اس کو مسجد سے نکال کر وہاں بالا خانہ پر لے جا کر اس کے سامنے پیش کر دیا کہ حضور یہ حاضر ہے۔ وہ شراب کے نشہ میں کہنے لگا یہ کون شخص ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ وہی شخص ہے جس کی آواز آپ نے سُنی تھی۔ اس نے پوچھا کہ تم اس کو کہاں سے لائے ہو؟ وہ کہنے لگے حضور مسجد میں تھا، کھڑا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ اس رئیس نے اس فقیر سے پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے؟

تلاوت قرآن کا اثر :

اس نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھ کر یہ آیتیں سنائیں:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ

''یقین جانو کہ نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے۔''

عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ

''آرام دہ نشستوں پر نظارہ کر رہے ہوں گے۔''

تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْھِھِمْ نَضْرَۃَ النَّعِیْمِ

''تم ان کے چہروں ہی سے راحت کی تازگی معلوم کر لو گے۔''

یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ

''ان کو خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مہر لگی ہوگی۔''

خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ

''جس کی مہر مشک کی ہوگی۔تو (نعمتوں کے)

شائقین کو چاہئے ہے کہ اسی سے رغبت کریں۔''

وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ

''اور اس میں تسنیم (کے پانی) کی آمیزش ہوگی۔''

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ (۱)

''وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے (خدا کے) مقرب پئیں گے۔''

اللہ والے کی رئیس زادے کو نصیحت :

اس کے بعد اس فقیر نے کہا: ارے دھوکہ میں پڑے ہوئے تیرے اس محل کو، تیرے اس بالاخانہ کو، تیرے ان فرشوں کو ان سے کیا مناسبت:

عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ

''(لعل و یاقوت وغیرہ سے) جڑے ہوئے تختوں پر''

مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ

''آمنے سامنے تکیہ لگائے ہوئے''

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ

''نوجوان خدمت گذار جو ہمیشہ (ایک ہی حالت

میں) رہیں گے ان کے آس پاس پھریں گے''

---

(۱) سورۃ المطففین آیت نمبر: ۲۲-۲۸

بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ

''ایسی شراب کے پیالے جگ اور جام لے کر''

لَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ (۱)

''اس سے نہ تو سر میں درد ہوگا اور نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی۔''

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ

''اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا

ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو باغ ہیں''

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

''تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سے نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟''

ذَوَاتَا أَفْنَانٍ

''ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں)''

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

''تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سے نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟''

فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ

''ان میں دو چشمے بہ رہے ہیں''

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

''تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سے نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟''

---

(۱) سورۃ الواقعۃ آیت نمبر: ۱۵-۱۹

فِيهِمَا مِن كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ (۱)

''ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں۔''

وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ

''اور میوہ ہائے کثیرہ (کے باغوں) میں''

لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ (۲)

''جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ کوئی اُن سے روکے۔''

لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً

'' وہاں کسی طرح کی بکواس نہیں سنیں گے''

فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ

''اس میں چشمے بہ رہے ہوں گے''

فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ

''وہاں تخت ہوں گے اونچے بچھے ہوئے''

وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ

''اور آب خورے (قرینے سے) رکھے ہوئے''

وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ

''اور گاؤ تکیے قطار کی قطار لگے ہوئے''

---

(۱) سورۃ الرحمٰن آیت نمبر:۴۶-۵۲

(۲) سورۃ الواقعۃ آیت نمبر:۳۲-۳۳

وَزَرَابِیُّ مَبْثُوثَةٌ (۱)

''اور نفیس مسندیں بچھی ہوئی۔''

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ (۲)

''بے شک پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔''

أُكُلُهَا دَآئِمٌ وَظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوا وَّعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّار (۳)

''اس کے پھل ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں اور اس کے

سائے بھی یہ ان لوگوں کو انجام ہے جو متقی ہیں

اور کافروں کا انجام دوزخ ہے۔''

کافروں اور نافرمانوں کا انجام :

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ (۴)

''وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔''

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ

''(اور کفار) گنہگار ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہیں گے''

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ (۵)

''جو ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید ہو کر پڑے رہیں گے۔''

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ

''بے شک گنہگار لوگ گمراہی اور دیوانگی میں (مبتلا) ہیں''

---

(۱) سورۃ الغاشیہ آیت نمبر:۱۱-۱۶ (۳) سورۃ الرعد آیت نمبر:۳۵ (۵) سورۃ الزخرف آیت نمبر:۷۴،۷۵

(۲) سورۃ المرسلات آیت نمبر:۴۱ (۴) سورۃ الھمزۃ آیت نمبر:۶

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ (۱)

''اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے اب آگ کا مزہ چکھو۔''

فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ

''(یعنی دوزخ کی) لپیٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں''

وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ (۲)

''اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں۔''

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ

''(اس روز) گناہ گار خواہش کرے گا کہ کسی طرح اس دن کے عذاب

کے بدلے میں (سب کچھ) دے دے (یعنی) اپنے بیٹے''

وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ

''اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی''

وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ

''اور اپنا خاندان جس میں وہ رہتا تھا'' لا

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ

''اور زمین کے سارے باشندے پھر ان سب کو

فدیے میں دے کر اپنے آپ کو بچالے۔''

كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى

''(لیکن) ایسا ہرگز نہ ہوگا، وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے''

---

(۱) سورۃ القمر آیت نمبر: ۴۷، ۴۸

(۲) سورۃ الواقعۃ آیت نمبر: ۴۲، ۴۳

نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی

''کھال ادھیڑ ڈالنے والی''

تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی

''ان لوگوں کو اپنی طرف بلائے گی جنہوں نے

(دین حق سے) اعراض کیا اور منہ پھیرا''

وَجَمَعَ فَاَوْعٰی (۱)

''اور (مال) جمع کیا اور بند رکھا۔''

یہ شخص نہایت سخت مشقت میں ہوگا اور نہایت سخت عذاب میں اور اللہ کے غصہ میں ہوگا اور یہ لوگ اس عذاب سے کبھی نکلنے والے نہیں ہوں گے۔

رئیس کی توبہ :

وہ ہاشمی رئیس فقیر کا کلام سن کر اپنی جگہ سے اُٹھا اور فقیر سے مُعانقہ کیا اور خوب چلا کر رویا اور اپنے سب اہلِ مجلس کو کہہ دیا کہ تم سب چلے جاؤ اور فقیر کو ساتھ لے کر صحن میں گیا اور ایک بوریئے پر بیٹھ گیا اور اپنی جوانی پر نُوحہ کرتا رہا اپنی حالت پر روتا رہا اور فقیر اُس کو نصیحت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اس نے اپنے سب گناہوں سے اوّل فقیر کے سامنے توبہ کی اور اللہ سے اس کا عہد کیا کہ آئندہ کبھی کوئی گناہ نہ کرے گا، پھر دوبارہ دن میں سارے مجمع کے سامنے توبہ کی اور مسجد کا کونا سنبھال کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہوگیا اور اپنا وہ سارا ساز و سامان، مال و متاع سب فروخت کر کے صدقہ کر دیا اور تمام نوکروں کو موقوف کر دیا اور جتنی چیزیں ظلم و ستم سے لی تھیں

(۱) سورۃ المعارج آیت نمبر: ۱۱-۱۸

سب اہلِ حقوق کو واپس کر دیں، غلام اور باندیوں میں سے بہت سے آزاد کئے اور بہت سے فروخت کر کے ان کی قیمت صدقہ کر دی۔

نئی زندگی کا آغاز :

رئیس زادے نے موٹا لباس اور جَو کی روٹی اختیار کی۔ تمام رات نماز پڑھتا، دن کو روزہ رکھتا، حتٰی کہ بزرگ اور نیک لوگ اس کے پاس اس کی زیارت کو آنے لگے اور اتنا مجاہدہ اس نے شروع کر دیا کہ لوگ اس کو اپنے حال پر رحم کھانے اور مشقت میں کمی کرنے کی فرمائش کرتے، اور اس کو سمجھاتے کہ اللہ نہایت کریم ہیں وہ تھوڑی محنت پر بہت زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں، مگر وہ کہتا کہ دوستو میرا حال مجھ ہی کو معلوم ہے میں نے اپنے مولیٰ کی رات دن نافرمانیاں کی ہیں۔ بڑے سخت سخت گناہ کئے ہیں، یہ کہہ کر وہ رونے لگتا اور خوب روتا۔ اسی حالت میں ننگے پاؤں پیدل حج کو گیا۔ ایک موٹا کپڑا بدن پر تھا، ایک پیالہ اور ایک تھیلا صرف ساتھ تھا۔ اسی حالت میں مکہ مکرمہ پہنچا اور حج کے بعد وہیں قیام کر لیا وہیں انتقال ہوا، رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

اپنے جرائم کا اعتراف :

مکہ کے قیام میں رات کے وقت حطیم میں جا کر خوب روتا اور گڑگڑاتا اور کہتا کہ میرے مولیٰ میری کتنی خلوتیں ایسی گذر گئیں جن میں مَیں نے تیرا خیال بھی نہ کیا۔ میں نے کتنے بڑے بڑے گناہوں سے تیرا مقابلہ کیا، میرے مولیٰ میری نیکیاں ساری جاتی رہیں (کہ کچھ بھی نہ کمایا) اور میرے گناہ میرے ساتھ رہ گئے، ہلاکت ہے میرے لئے اس دن جس دن تجھ سے ملاقات

ہوگی (یعنی مرنے کے بعد) میرے لئے ہلاکت پر ہلاکت ہے یعنی بہت زیادہ ہلاکت ہے، اس دن جس دن میرے اعمال نامے کھولے جائیں گے، آہ وہ میری رسوائیوں سے بھرے ہوئے ہوں گے، وہ میرے گناہوں سے پُر ہوں گے بلکہ تیری ناراضگی سے مجھ پر ہلاکت اُتر چکی ہے اور تیرا عتاب مجھ پر ہلاکت ہے جو تیرے ان احسانوں پر ہوگا، جو ہمیشہ تُو نے مجھ پر کئے اور تیری ان نعمتوں پر ہوگا جن کا ہمیشہ میں نے گناہوں سے مقابلہ کیا اور تُو میری ساری حرکتوں کو دیکھ رہا تھا۔ میرے آقا تیرے سوا میرا کونسا ٹھکانا ہے؟ جہاں بھاگ کر چلا جاؤں تیرے سوا کون شخص ایسا ہے جس سے التجا کروں؟ تیرے سوا کون ہے جس پر کسی قسم کا بھروسہ کروں؟ میرے آقا میں اس قابل ہرگز نہیں ہوں کہ تجھ سے جنت کا سوال کروں، البتہ محض تیرے کرم سے، تیری عطا سے، تیرے فضل سے اس کی تمنّا کرتا ہوں کہ تو مجھ پر رحم فرمادے اور میرے گناہ معاف کردے۔

فَاِنَّكَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ

”بے شک تو ہی ہے جس سے ڈر اختیار کیا جائے تو ہی مغفرت والا ہے۔“(۱)

(۱) فضائل صدقات بحوالۂ روض

ایک بوڑھے گلوکار کی توبہ کا سبق آموز واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ایک نوجوان شخص جو بڑی خوش الحانی کے ساتھ ستار (بجانے کا آلہ) بجایا کرتا تھا، اس کی سریلی آواز پر مرد، عورت، بچے سب ہی قربان تھے، اگر کبھی مست ہو کر گاتا ہوا جنگل سے گزر جاتا تو چرند پرند اس کی آواز سننے کے لئے جمع ہو جاتے۔

بڑھاپے میں کوئی پرسان حال نہیں :

رفتہ رفتہ جب یہ بوڑھا ہوا اور آواز بڑھاپے کے سبب بھدی ہوگئی تو آواز کے عاشق بھی رفتہ رفتہ کنارہ کش ہو گئے۔ اب بڑھاپے میں جدھر سے گزرتا کوئی پوچھنے والا نہیں، نام و شہرت سب رخصت ہوگئی، فاقوں پر فاقے گزرنے لگے۔

اللہ سے گریہ وزاری :

لوگوں کی اس خود غرضی کو سوچ کر ایک دن بہت غمزدہ ہوا، اور دل میں کہنے لگا کہ اے میرے اللہ! جب میں خوش آواز تھا تو مخلوق مجھ پر پروانہ وار گرتی تھی اور ہر طرف میری خاطر تواضع ہوتی تھی، اب بڑھاپے کی وجہ سے آواز خراب ہوگئی تو یہ خواہش پرست اور خود غرض لوگ میرے سایہ سے بھی بھاگنے لگے، ہائے! ایسی بے وفا مخلوق سے میں نے دل لگایا، یہ تعلق کس درجہ پُر فریب تھا۔ کاش! میں نے آپ کی طرف رجوع کیا ہوتا اور اپنے شب و روز آپ ہی کی یاد میں گزارتا اور آپ ہی سے امیدیں رکھتا تو آج یہ دن نہ دیکھتا۔ بوڑھا گلوکار دل ہی دل میں نادم

ہو رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے کہ اللہ کی رحمت نے اس کے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا، چنانچہ بوڑھے گلوکار نے ایک آہ بھری اور مخلوق سے منہ موڑ کر دیوانہ وار مدینہ منورہ کے قبرستان کی طرف روانہ ہوگیا اور ایک پرانی وشکستہ قبر کے غار میں جا بیٹھا اور دعا کرنے لگا۔ روتے ہوئے اس نے اللہ سے عرض کیا کہ اے اللہ! آج میں تیرا مہمان ہوں، جب ساری مخلوق نے مجھے چھوڑ دیا تو اب سوائے تیری بارگاہ کے میرے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اور سوائے تیرے کوئی میری اس آواز کا خریدار نہیں ہے۔ اے اللہ! آشنے بیگانے ہو چکے، اب سوائے آپ کے میری کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔ اے اللہ! میں بڑی امیدیں لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں، اپنی رحمت سے آپ مجھے نہ ٹھکرایئے۔

حضرت عمرؓ کو گلوکار کی فریادرسی کا حکم :

پُرانی قبر کے اس غار میں بوڑھا گلوکار اس طرح آہ وزاری میں مشغول تھا اور آنکھوں سے خونِ دل بہہ رہا تھا کہ اللہ کا دریائے رحمت جوش میں آگیا اور حضرت عمرؓ کو الہام ہوا کہ اے عمر! میرا فلاں بندہ جو اپنی خوش آواز کے سبب زندگی بھر مخلوق میں مقبول رہا ہے اور اب بڑھاپے کی وجہ سے آواز خراب ہو جانے سے ساری خلقت نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اس کے روزگار کے ذرائع کا ختم ہونا اور ناکامی کا غم اس کی ہدایت کا اور میری طرف رجوع کا سبب بن گیا ہے، تو اب میری وسعتوں والی رحمت اس کی خریدار ہے۔ اگرچہ زندگی بھر وہ نافرمان اور غافل رہا ہے، لیکن میں اس کی آہ وزاری کو قبول کرتا ہوں، کیونکہ میری بارگاہ کے علاوہ میرے بندوں کے لئے کوئی اور جائے پناہ نہیں۔

اللہ کا سلام اور جذب :

پس اے عمر! آپ بیت المال سے کچھ رقم لے کر اس قبرستان میں جائیے اور میرے بندۂ عاجز و بے قرار کو میرا اسلام پیش کیجئے، پھر یہ رقم پیش کر کے کہہ دیجئے کہ آج سے اللہ نے تجھے اپنا مقرب بنالیا ہے اور اپنے فضل کو تیرے لئے خاص کر دیا ہے۔ اب تجھے غم زدہ ہونے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت ہے۔ اے عمر! میرے اس بندے سے کہہ دو کہ اللہ نے ہمیشہ کے لئے غیب سے تیری روزی کا انتظام کر دیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تائب کے پاس :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس وقت غیب سے یہ آواز سنی تو بے چین ہو گئے، فوراً اٹھے اور بیت المال سے کچھ رقم لے کر قبرستان کی طرف چل دیئے، وہاں پہنچ کر دیکھتے ہیں کہ ایک پرانی اور ٹوٹی قبر کے غار میں ایک بوڑھا آدمی ستار لئے ہوئے سو گیا ہے اور اس کا چہرہ اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہے، جی ہاں! اسی اشکِ ندامت سے اس کو یہ مقام ملا ہے۔

بوڑھے کی ندامت :

خلیفۂ وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پرانی قبر کے سامنے باادب کھڑے ہوئے انتظار فرما رہے تھے کہ بوڑھا گلوکار بیدار ہو تو اس سے اللہ کا سلام اور پیغام عرض کروں۔ اسی اثناء میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھینک آئی جس سے اس کی آنکھ کھل گئی، خلیفۃ المسلمین کو دیکھ کر مارے خوف کے وہ کانپنے لگا کہ اس ستار کی وجہ سے نہ جانے آج مجھ پر کتنے دُرّے پڑیں گے، کیونکہ عہدِ خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ میں دُرّۂ فاروقی کی بڑی شہرت تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ بوڑھا گلوکار کانپ رہا ہے تو

ارشاد فرمایا کہ ڈرو نہیں میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے بہت بڑی خوشخبری لایا ہوں۔

حضرت عمرؓ کی زبان مبارک سے بوڑھے گلوکار کو جب اللہ کے الطاف وعنایات اور مہربانیوں کا علم ہوا تو اللہ کی وسیع رحمت کے مشاہدہ سے اس پر شکر وندامت کا حال طاری ہوگیا، غلبۂ حیرت اور شرمندگی سے کانپنے لگا، اپنے ہاتھ کو ندامت سے چبانے لگا اور اپنے اوپر غصہ ہونے لگا، اپنی غفلت اور اللہ کی رحمت کا خیال کر کے ایک چیخ ماری اور کہا کہ اے میرے بے مثل آقا! اپنی نالائقی اور غفلت کے باوجود آپ کی رحمتِ بے مثال کو دیکھ کر میں شرم سے پانی پانی ہو رہا ہوں، جب بوڑھا گلوکار خوب روچکا اور اس کا درد حد سے گزر گیا تو اپنے ستار کو غصہ سے زمین پر پٹخ کر ریزہ ریزہ کر دیا اور اس کو مخاطب کر کے کہا کہ تو نے ہی مجھے اللہ کی محبت ورحمت سے دور رکھا تھا، تو نے ہی ستر (70) سال تک میرا خون پیا، یعنی تیرے ہی سبب سے لہو ولعب اور نافرمانی کرتے کرتے بوڑھا ہو گیا اور تیرے ہی سبب سے میرا چہرہ اللہ کے سامنے سیاہ تھا۔

بوڑھے کی زاری کا حضرت عمرؓ پر اثر :

اس بوڑھے شخص کی گریہ وزاری اور آہ وبکاء سے حضرت عمرؓ کا کلیجہ منہ کو آرہا تھا اور آپ کی آنکھیں اشکبار ہو رہی تھیں، آپؓ نے فرمایا کہ اے شخص! تیری گریہ وزاری تیری باطنی ہوشیاری کی دلیل ہے، تیری جان اللہ کے قرب سے زندہ اور روشن ہوگئی ہے کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں گناہ گار کے آنسوؤں کی بڑی قیمت ہے۔ حضرت عمرؓ کی صحبتِ مبارکہ کے فیض سے وہ گلوکار پیر طریقت ہوگئے اور اکابر اولیاء اللہ کی صف میں داخل ہوگئے۔

❖❖❖❖❖

ایک عابد کا واقعہ

بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت عبادت گزار تھا اور عیالدار بھی۔ اُس پر فاقہ آ گیا، بے قرار ہو کر اس نے اپنی بیوی کو بچوں کے لئے کچھ لانے کے لئے باہر بھیجا، وہ ایک تاجر کے گھر کے دروازے پر آئی اور اس سے کچھ مانگا تا کہ بچوں کو کھانا کھلائے۔ اس آدمی نے کہا: ٹھیک ہے میں تمہیں کچھ دُوں گا، مگر اپنے آپ کو میرے قابو میں دے دو، عورت خاموشی سے گھر کو واپس آ گئی، واپس آ کر دیکھا کہ بچے چلاّ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں امّی جان! ہم بھوک سے مرے جا رہے ہیں ہمیں کچھ لا دو، وہ عورت دوبارہ اس آدمی کے پاس گئی اور بچوں کے بارے میں بات کی، اس نے کہا میری بات مانتی ہو؟ عورت نے کہا ہاں۔

ایک عورت کے خوف کی وجہ سے مرد کی گناہوں سے توبہ :

جب خلوت ہوئی تو عورت کا سارا بدن تھر تھر کانپ اٹھا، قریب تھا کہ اس کا جوڑ جوڑ اکھڑ جائے۔ آدمی نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ عورت نے کہا: میں اللہ سے ڈرتی ہوں، آدمی نے کہا: تم اس فقر و فاقہ کے باوجود اللہ سے ڈرتی ہو، مجھے تو اس سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ بُرائی سے رُک گیا اور عورت کی ضرورت پوری کر دی۔ وہ عورت بہت سا مال لے کر بچوں کے پاس آئی اور وہ خوش ہو گئے۔

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ فلاں ابن فلاں کو بتا دیں کہ میں نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس آدمی کے پاس

آئے اور فرمایا:

''شاید تُو نے کوئی نیکی کی ہے جو تیرے اور تیرے اللہ کے درمیان معاملہ ہے۔''
اس شخص نے سارا واقعہ بتا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ نے تیرے سب گناہ معاف کردیے ہیں۔''(۱)

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے:

لَا اَجۡمَعُ عَلٰی عَبۡدِیۡ خَوۡفَیۡنِ وَلَا اَمۡنَیۡنِ مَنۡ خَافَنِیۡ فِی الدُّنۡیَا اَمِنۡتُهٗ فِی الۡاٰخِرَةِ وَمَنۡ اَمِنَنِیۡ فِی الدُّنۡیَا اَخَفۡتُهٗ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ(۲)

''میں اپنے بندے پر دو ڈر اور دو امن جمع نہیں کرتا۔ جو دنیا میں مجھ سے ڈرا، اُسے آخرت میں مامون کردوں گا اور جو دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا، اُسے قیامت میں ڈراؤں گا۔''

اللہ کا ارشاد ہے:

فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ (۳)

''تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ (اللہ) سے ڈرو۔''

دوسری آیت میں فرمایا:

فَلَا تَخَافُوۡهُمۡ وَخَافُوۡنِ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (۴)

''تو اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا۔''(۵)

❁❁❁❁❁

---

(۱) مجمع اللطائف (۳) سورۃ المائدۃ آیت نمبر:۴۴ (۵) مکاشفۃ القلوب
(۲) شعب الایمان للبیہقی فصل فی عذاب القبر (۴) سورۃ آل عمران آیت نمبر:۱۷۵

ایک آوارہ نوجوان

بنی اسرائیل میں ایک آوارہ آدمی تھا جو بُرائی سے باز نہ آتا تھا، اہل شہر اس سے تنگ آگئے اور اس کو بُرائی سے ہٹانے میں ناکام ہوگئے۔ چنانچہ سب نے اللہ کی بارگاہ میں آہ وزاری کی۔

ایک آدمی کی وجہ سے بستی پر عذاب آسکتا ہے :

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل میں ایک آوارہ جوان ہے، اسے شہر سے باہر نکال دو تا کہ اس کی وجہ سے شہر پر عذاب نہ آئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے اسے باہر نکال دیا، یہ جوان ساتھ والی ایک بستی میں چلا گیا، اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اسے اس بستی سے بھی نکال دو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے وہاں سے بھی نکال دیا، وہ ایک ویرانے میں چلا گیا، جہاں نہ کوئی جاندار تھا، نہ سبز پودا، نہ جنگلی جانور اور نہ پرندے تھے، اس ویرانے میں وہ بیمار ہوگیا اور اس کے پاس کوئی مددگار بھی نہیں تھا، وہ مٹی پر گر پڑا اور اپنا سر مٹی پر رکھ لیا اور کہا: کاش! میری ماں میرے پاس ہوتی، وہ مجھ پر رحم کھاتی، میری اس ذلت پر روتی، کاش! میرا باپ یہاں ہوتا میری مدد کرتا میرے ساتھ تعاون کرتا، کاش! میری بیوی یہاں ہوتی تو میرے فراق پر روتی، کاش! میری اولاد میرے پاس یہاں ہوتی تو میرے جنازے پر روتی اور کہتی: اے اللہ! ہمارے اس مسافر باپ کو معاف فرمادے جو کمزور، نافرمان اور آوارہ ہے اور شہر سے بستی میں نکال دیا گیا ہے، پھر بستی میں سے ویرانے کو اور آج ویرانے سے یعنی دُنیا سے نکل کر آخرت کی

طرف ہر چیز سے مایوس ہو کر جا رہا ہے اے اللہ! تو نے مجھے اپنے باپ، اولاد اور بیوی سے دور کر دیا، اب مجھے اپنی رحمت سے دور نہ کر، ان کے فراق میں تو نے میرا دل جلایا، اب، مجھے میری نافرمانی کے باعث دوزخ میں نہ جلا۔

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ فلاں ویرانے میں فلاں جگہ جاؤ، وہاں میرا ایک ولی (دوست) فوت ہو گیا ہے، اس کے کفن ودفن کا انتظام کرو، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس جگہ تشریف لائے تو اس جوان کو دیکھا جس کو پہلے شہر اور پھر بستی سے ویرانے کی طرف اللہ کے حکم سے نکالا تھا، دیکھا تو اس کے گرد حوریں بیٹھی ہوئی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے باری تعالیٰ! یہ تو وہی جوان ہے جس کو میں نے تیرے حکم سے شہر اور پھر بستی سے نکال باہر کیا تھا، اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے اس پر رحم کیا اور اس کے گناہ معاف کر دیئے، اس لئے کہ اس جگہ وہ اپنے وطن، والدین، اولاد اور بیوی سے فراق کی حالت میں رویا، میں نے اس کی ماں کی شکل میں حور بھیج دی، ایک فرشتہ اس کے باپ کی شکل میں بھیج دیا اور ایک حور اس کی بیوی کی شکل میں بھیج دی۔ انہوں نے مسافرانہ حالت میں اس کی پریشان حالی پر رحم مانگا۔ اس لئے کہ جب ایک غریب الدّیار (مسافر) ہوتا ہے تو آسمان اور زمین والے بھی اس پر رحم کرتے ہوئے روتے ہیں، اب میں اس پر رحم کیوں نہ کروں اور میں تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔ (۱)

❁❁❁❁❁

(۱) مکاشفۃ القلوب

ایک شرابی کا واقعہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک بار مدینہ منورہ کی گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک جوان سامنے آیا، اس نے کپڑوں کے نیچے ایک بوتل چھپا رکھی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے نوجوان یہ کپڑوں کے نیچے کیا اٹھا رکھا ہے؟ اس بوتل میں شراب تھی، نوجوان نے اسے شراب کہنے میں شرمندگی محسوس کی اس نے دل ہی دل میں دُعا کی: یا اللہ! مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ فرمانا، ان کے ہاں میری پردہ پوشی فرمانا، میں کبھی بھی شراب نہیں پیوں گا، اس کے بعد نوجوان نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں سرکہ (کی بوتل) اٹھائے ہوئے ہوں، آپ نے فرمایا: مجھے دکھاؤ! جب دکھائی اور ان کے سامنے کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو وہ سرکہ تھا۔

اب دیکھئے مخلوق نے مخلوق کے ڈر سے توبہ کی تو اللہ نے شراب کو سرکہ بنا دیا، اس لئے کہ اللہ نے اس کی توبہ میں اخلاص دیکھا، لیکن اگر ایک گناہ گار آدمی جو بُرے اعمال کی وجہ سے ویران ہو چکا ہو، خالص توبہ کرے، اپنے کیے پر نادم ہو، تو اللہ اس کے گناہوں کی شراب کو نیکی کے سرکے میں بدل دے گا۔[(1)]

(1) مکاشفۃ القلوب

ایک اللہ والے کی دعا کا اثر

ایک شرابی تھا جس کے یہاں ہر وقت شراب کا دور رہتا تھا، ایک دن اس کے دوست احباب جمع تھے، شراب تیار تھی۔ اُس نے اپنے ایک غلام کو چار دِرہم دیئے کہ شراب پینے سے پہلے دوستوں کو کھلانے کے لئے کچھ پھل خرید کر لے آئے۔

توبہ کا سبب :

اس کا غلام بازار جارہا تھا۔ راستہ میں حضرت منصور بن عمار بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس پر اس کا گزر ہوا۔ وہ کسی فقیر کے واسطے لوگوں سے کچھ مانگ رہے تھے اور یہ فرمارہے تھے کہ جو شخص اس فقیر کو چار دِرہم دے، میں اُس کے لئے چار دُعائیں کروں گا۔ اس غلام نے وہ چاروں درہم اس فقیر کو دے دیئے۔

چار مبارک دعائیں :

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بتا کیا دعائیں چاہتا ہے؟

﴿۱﴾ **پہلی دعا** : غلام نے کہا: ''میرا آقا ہے میں اُس سے خلاصی یعنی آزادی چاہتا ہوں'' حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی دُعا کی۔

پھر پوچھا ''دوسری دعا کیا چاہتا ہے؟''

﴿۲﴾ **دوسری دعا** : غلام نے کہا: ''مجھے ان دراہم کا بدل مل جائے'' حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بھی دعا کی۔

پھر پوچھا ''تیسری دعا کیا ہے؟''

﴿۳﴾ تیسری دعا : غلام نے کہا: ''اللہ میرے سردار (کو توبہ کی توفیق دے اور اُس) کی توبہ قبول کرلے'' حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے آقا کے لئے بھی دعا کی۔

پھر پوچھا ''چوتھی دعا کیا ہے؟''

﴿۴﴾ چوتھی دعا : غلام نے کہا'' اللہ میری اور میرے سردار کی اور تمہاری اور اس مجمع کی جو یہاں حاضر ہیں سب کی مغفرت فرمادے۔''

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بھی دعا کی اس کے بعد وہ غلام (خالی ہاتھ) اپنے سردار کے پاس واپس چلا گیا (اور خیال کرلیا کہ بہت سے بہت اتنا ہی ہوگا کہ آقا مارے گا اور کیا ہوگا) سردار انتظار ہی میں تھا، دیکھ کر کہنے لگا کہ اتنی دیر لگادی، غلام نے قصہ سنادیا، سردار نے (ان کی دعاؤں کی برکت سے بجائے خفا ہونے اور مارنے کے) یہ پوچھا کہ کیا کیا دُعائیں کرائیں؟

غلام نے کہا: ''پہلی دعا تو یہ کہ میں غلامی سے آزاد ہوجاؤں'' سردار نے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کردیا۔

سردار نے پوچھا دوسری دعا کیا تھی؟ غلام نے کہا'' مجھے ان درہموں کا بدل مل جائے'' سردار نے کہا کہ میری طرف سے تجھے چار ہزار درہم نذر ہیں۔

سردار نے پوچھا تیسری دعا کیا تھی؟ غلام نے کہا'' اللہ تمہیں (شراب وغیرہ فسق وفجُور سے) توبہ

کی توفیق دے" سردار نے کہا کہ میں نے (اپنے سب گناہوں سے) توبہ کرلی۔

سردار نے چوتھی دعا پوچھی تو غلام نے کہا "اللہ میری اور آپ کی اور اُن بزرگ کی اور سارے مجمع کی مغفرت فرمادے" سردار نے کہا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، رات کو سردار نے خواب میں دیکھا کہ اللہ کی طرف سے آواز دینے والا یہ کہہ رہا ہے: "جب تُو نے وہ تینوں کام کردیئے جو تیرے اختیار میں تھے تو کیا تیرا یہ خیال ہے کہ میں وہ کام نہیں کروں گا جو میرے اختیار میں ہے میں نے تیری اور اُس غلام کی اور منصور کی اور اُس سارے مجمع کی مغفرت کردی۔"(۱)

(۱) فضائل صدقات بحوالہ اتحاف

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ کو دانشمند بچے کی نصیحت

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بصرہ کی ایک سڑک پر جا رہا تھا۔ راستے میں چند لڑکے اخروٹ اور بادام سے کھیل رہے تھے اور ایک لڑکا ان کے قریب کھڑا رو رہا تھا۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ اس لڑکے کے پاس بادام اور اخروٹ نہیں ہیں ان کی وجہ سے رو رہا ہے۔ میں نے اس کو کہا: بیٹا میں تجھے اخروٹ اور بادام خرید دوں گا تو بھی ان سے کھیلنا۔ اس نے میری طرف نگاہ اٹھا کر کہا: ارے بیوقوف کیا ہم کھیل کے واسطے پیدا ہوئے ہیں۔

انسان کی تخلیق کا مقصد :

میں نے پوچھا: پھر کس کام کے لیے پیدا ہوئے ہیں؟ کہنے لگا: علم حاصل کرنے کے واسطے اور عبادت کے واسطے۔ حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے اس بچے سے کہا: اللہ تیری عمر میں برکت دے تو نے یہ بات کہاں سے معلوم کی؟ کہنے لگا اللہ کا ارشاد ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ [1]

”کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے
اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آ ؤ گے۔“

میں نے کہا بیٹا تو تو بڑا حکیم معلوم ہوتا ہے مجھے کچھ نصیحت کر۔ اس نے چار اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

---

(۱) سورۃ المومنون آیت نمبر: ۱۱۵

اشعار :

''میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا ہر وقت چل چلاؤ میں ہے (آج یہ گیا کل وہ گیا)

ہر وقت چلنے کے لیے دامن اٹھائے قدم اور پنڈلی پر (دوڑنے کے لیے

تیار رہتی ہے) پس نہ تو دنیا کسی زندہ کے لیے باقی رہتی ہے،

نہ کوئی زندہ دنیا کے لیے باقی رہتا ہے۔''

''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موت اور حیات دو (2) گھوڑے ہیں،

جو تیزی سے آدمی کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں۔''

''پس او بیوقوف جو دنیا کے ساتھ دھوکے میں پڑا ہوا ہے،

ذرا غور کر اور دنیا سے اپنے لیے کوئی (آخرت میں

کام آنے والی) اعتماد کی چیز لے لے۔''

یہ شعر پڑھ کر اس لڑکے نے آسمان کی طرف منہ کیا اور یہ دو (۲) شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

''اے وہ پاک ذات کہ اسی کی طرف عاجزی کی جاتی ہے اور اسی پر اعتماد

کیا جاتا ہے، اے وہ پاک ذات کہ جب اس سے کوئی امید باندھ لے

تو وہ نامراد نہیں ہوسکتا، اس کی امید ضرور پوری ہوتی ہے۔''

یہ شعر پڑھ کر وہ بچہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔

اللہ کا خوف :

میں نے جلدی سے اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور اپنی آستین سے اس کے منہ پر جو

مٹی وغیرہ لگ گئی تھی، پونچھنے لگا۔ جب اس کو ہوش آیا تو میں نے کہا: ''بیٹا ابھی سے تمھیں اتنا خوف کیوں ہوگیا؟ ابھی تو تم بہت بچے ہو ابھی تمہارے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا''، کہنے لگا: ''بہلول ہٹ جاؤ، میں نے اپنی والدہ کو ہمیشہ دیکھا کہ جب وہ آگ جلانا شروع کرتی ہیں تو پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں چولہے میں رکھتی ہیں، اس کے بعد بڑی لکڑیاں رکھتی ہیں مجھے ڈر ہے کہ جہنم میں چھوٹی لکڑیوں کی جگہ میں نہ رکھ دیا جاؤں۔''

لڑکے کی نصائح :

میں نے کہا: ''صاحبزادہ تم تو بڑے حکیم معلوم ہوتے ہو، مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کرو''، اِس پر اس نے چودہ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

''میں غفلت میں پڑا رہا اور موت کو ہانکنے والا میرے پیچھے موت کو
ہانکے چلا آرہا ہے، اگر میں آج نہ گیا تو کل ضرور چلا جاؤں گا۔''

''میں نے اپنے بدن کو اچھے اچھے اور نرم نرم لباس سے آراستہ کیا، حالانکہ
میرے بدن کو (قبر میں جا کے) گلنے اور سڑنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔''

''وہ منظر گویا اس وقت میرے سامنے ہے جب کہ میں قبر میں بوسیدہ
پڑا ہوا ہوں گا، میرے اوپر مٹی کا ڈھیر ہوگا اور نیچے قبر کا گڑھا ہوگا۔''

''اور میرا یہ حسن و جمال سارا کا سارا جاتا رہے گا حتی کہ
میری ہڈیوں پر نہ گوشت رہے گا نہ کھال رہے گی۔''

''میں دیکھ رہا ہوں کہ عمر تو ختم ہوتی جارہی ہے اور آرزوئیں ہیں کہ پوری نہیں ہو کے دیتیں اور بڑا طویل سفر سامنے ہے اور توشہ ذرا سا بھی ساتھ نہیں، اور میں نے کھلم کھلا گناہوں کے ساتھ اپنے نگہبان اور محافظ کا مقابلہ کیا اور بڑی بری حرکتیں کی ہیں جواب واپس بھی نہیں ہو سکتیں (یعنی جو گناہ کیا ہے وہ بے کیا نہیں ہوسکتا) اور میں نے لوگوں سے چھپانے کے لیے پردے ڈالے کہ میرا عیب کسی پر ظاہر نہ ہو لیکن میرے جتنے مخفی گناہ ہیں وہ کل کو اس مالک کے سامنے ظاہر ہوں گے (اس کی پیشی میں پیش ہوں گے) اس میں شک نہیں کہ مجھے اس کا خوف ضرور تھا لیکن میں اس کے غایت حلم پر بھروسہ کرتا رہا (جس کی وجہ سے جرات ہوتی رہی) اور اس پر اعتماد کرتا رہا کہ وہ بڑا غفور ہے اس کے سوا کون معافی دے سکتا ہے؟ بے شک تمام تعریفیں اسی پاک ذات کے لیے ہیں۔ اور موت کے اور مرنے کے بعد گلنے اور سڑنے کے سوا کوئی دوسری آفت نہ بھی ہوتی، تب بھی مرنے اور سڑنے ہی میں اس بات پر کافی تنبیہ موجود تھی کہ لہو ولعب سے احتراز کیا جاتا لیکن کیا کریں کہ ہماری عقلیں زائل ہوگئیں (کسی بات سے عبرت حاصل نہیں ہوتی)۔''

بدترین انسان :

(بس اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ) کاش گناہوں کا بخشنے والا ہماری مغفرت کردے۔ جب کسی غلام سے کوئی لغزش ہوتی ہے، تو آقا ہی اس کو معاف کرتا ہے۔ بیشک میں بدترین بندہ ہوں جس نے اپنے مولیٰ کے عہد میں خیانت کی، اور نالائق غلام ایسے ہی ہوتے

ہیں کہ ان کا کوئی قول معتبر نہیں ہوتا۔ میرے آقا جب تیری آگ میرے بدن کو جلائے گی تو میرا کیا حال بنے گا جب کہ سخت سے سخت پتھر بھی اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ میں موت کے وقت بھی تن تنہا رہ جاؤں گا، قبر میں بھی اکیلا ہی رہ جاؤں گا، قبر سے اٹھایا بھی اکیلا ہی جاؤں گا (کسی جگہ بھی میرا کوئی مددگار نہ ہوگا)۔ پس اے وہ پاک ذات جو خود اکیلی ہے وحدہ لاشریک ہے، ایسے شخص پر رحم کر جو بالکل تن تنہا رہ گیا ہے۔

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسکے یہ اشعار سن کر مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں غشی کھا کر گر گیا بڑی دیر بعد جب مجھے ہوش آیا تو وہ لڑکا جا چکا تھا، میں نے ان بچوں سے دریافت کیا کہ یہ بچہ کون تھا؟ وہ کہنے لگے تو اس کو نہیں جانتا؟ یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے، میں نے کہا: ''مجھے خود ہی حیرت ہو رہی تھی کہ یہ پھل کس درخت کا ہے؟ واقعی یہ پھل اسی درخت کا ہو سکتا تھا''، اللہ ہمیں اس خاندان کی برکتوں سے منتفع فرمائے۔ آمین (۱)

(۱) فضائل صدقات بحوالۂ روض

باب دوم:

”توبہ کرنے والے اللہ کو پسند ہیں“

اس باب میں توبہ کی حقیقت اور اس کا وجوب، قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے، مزید صحابہ کرامؓ، تابعین عظام اور تبع تابعین اور سلف الصالحین کے متعدد اقوال بھی نقل کیے گئے ہیں۔ اللہ نے اپنے کلام میں اپنے محبوب بننے کے دو طریقے بیان فرمائے ہیں اور ارشاد فرمایا ہے کہ

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (١)

''کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے محبوب :

محترم قارئین اللہ نے قرآن مجید میں اپنے محبوب بندوں اور پسندیدہ لوگوں کو ذکر فرمایا ہے اس آیت بینہ میں اللہ نے اپنے پسندیدہ اور اپنے محبوب بندوں کی دو صفات ذکر فرمائی ہیں اور اگر یوں کہہ لیا جائے کہ اللہ نے دو قسم کے پسندیدہ بندوں کو ذکر فرمایا ہے کہ اگر آپ ایک طریقے سے اللہ کے محبوب اور پسندیدہ نہیں بن سکتے ہو تو اللہ کے محبوب بننے کا اور پسندیدہ بننے کا دوسرا راستہ اختیار کر لو کہ کسی ایک راستے سے انسان اللہ کا محبوب بن جائے، کسی ایک طریقے سے انسان اللہ کا محبوب بن جائے۔

پہلا راستہ 'تقویٰ' :

اللہ کا محبوب بننے کا پہلا راستہ یہ ہے کہ آدمی گناہ ہی نہ کرے حتی الوسع بچتا رہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ابن اسحاق مدائنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ ایک گناہ ہو گیا اور اس گناہ کے بعد میں نے توبہ کی، جس آدمی کے دل میں آخرت

---

(۱) سورۃ البقرۃ آیت نمبر: ۲۲۲

کا ڈر اور خوف ہوتا ہے تو وہ معمولی سے گناہ کو بھی بڑا گناہ سمجھا کرتا ہے، تو کسی نے پوچھا کہ آپ سے کیا گناہ ہوگیا؟ فرمایا ایک مرتبہ میں کسی کے یہاں مہمان گیا، کھانا کھایا اور کھانے میں مچھلی تھی، اس میں چکنائی تھی اور وہ چکنائی میرے ہاتھوں کے ساتھ لگی ہوئی تھی، جب میں کھانا کھا کے گھر سے باہر نکلا تو پڑوسی کا جو گھر تھا اس کی دیوار سے میں نے ایک مٹی کا ڈھیلہ توڑ لیا اور وہ ڈھیلہ توڑ کر میں نے ہاتھوں میں مل دیا یعنی ہاتھ صاف کئے، فرمانے لگے کہ ہاتھ صاف کر لینے کے بعد پھر مجھے ندامت اور افسوس ہوا کہ کسی مسلمان کے گھر کی دیوار کو میں نے اس طرح سے نقصان پہنچایا اور ایک مٹی کا ڈھیلہ اس کی اجازت کے بغیر میں نے توڑا، یہ تو گناہ کی بات ہے کہ کسی مسلمان کی چیز کو اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا گناہ ہے، تو مجھے بڑی ندامت اور افسوس ہوا اور دل میں خیال آنے لگا کہ مجھ سے یہ غلطی ہوگئی، ارشاد فرمایا میں تیس برس تک اس گناہ پر روتا رہا، کتنا طویل زمانہ ہے، تیس سال تک میں اس گناہ پر روتا رہا اور پھر غیب سے مجھے ایک آواز آئی، اللہ کی جانب سے ایک ندا آئی کہ ابن اسحاق کیوں رو رہے ہو؟ کہا اے اللہ مجھ سے تو جرم ہوگیا، گناہ ہوگیا، کیا گناہ ہوگیا؟ بتایا کہ یہ گناہ ہوگیا۔

دوسرا راستہ 'توبہ':

تو پھر اللہ کی جانب سے بات آئی کہ اگر ایک راستہ بند ہے، اگر پہلا راستہ آپ مجھ تک پہنچنے کا اختیار نہیں کر سکتے اور وہ راستہ یہ ہے کہ آدمی گناہ ہی نہ کرے، تو دوسرے راستے کے ذریعے سے میرے محبوب اور پسندیدہ بن جاؤ، یعنی توبہ کر لیا کرو، ایک راستہ یہ ہے کہ انسان اپنی تمام تر زندگی اللہ کے احکام کے مطابق گزارے، ہر قسم کی نافرمانی سے آدمی اپنے

آپ کو محفوظ رکھے اور اس دنیا میں پھونک پھونک کر قدم رکھے اور گناہوں سے اپنے آپ کو ایسا بچائے کہ گناہ کرے ہی نہیں اور یہ انسان کے بس میں نہیں ہے اس سے گناہ ہوتا ہی ہے، فرمایا اچھا یہ راستہ نہ سہی تو دوسرے راستے سے اللہ کے یہاں اپنے آپ کو محبوب بنالو، اور وہ راستہ توبہ کا ہے، جو تیس سال سے تم لازم پکڑے ہوئے ہو اور مسلسل تم توبہ کر رہے ہو۔

توبہ کی حقیقت وتعریف :

توبہ ان تین چیزوں کا نام ہے جو ایک دوسرے کے بعد درجہ بہ درجہ ہوتی ہیں۔

اول علم : یہاں علم سے مراد غفلت کا دور کرنا ہے یعنی اپنے آپ کو غافل نہ چھوڑے ہر کام کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچ بچار کرے ایسا نہ کرے کہ جو جی میں آئے کرتا جائے جو چاہے دیکھ لے، جیسا چاہا سن لیا، جو دل میں آیا کہہ دیا بلکہ ہر وقت ہوشیار اور محتاط رہے اور ہر کام کرنے سے پہلے سوچ لے کہ کہیں میرے اس فعل سے میرا اللہ ناراض تو نہیں ہوگا۔

دوم ندامت : یعنی ہر وقت اللہ کے سامنے اپنے آپ کو مجرم سمجھے اور اس بات کا احساس اپنے دل میں جگائے رکھے کہ میں نے اپنے خالق حقیقی کی نافرمانی کر کے اسے ناراض کر رکھا ہے اور دل ہی دل میں گھٹتا رہے اور شرمندہ ہوتا رہے۔

سوم ترک گناہ : یعنی اپنے تمام پچھلے گناہوں پر سچے دل سے توبہ کر کے اس بات کا پکا عزم اور ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی بھی کوئی گناہ نہیں کروں گا۔ ان سب کے مجموعہ کو توبہ کہتے ہیں اور اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ توبہ صرف معنی ندامت پر بولتے ہیں اور علم کو اس کا مقدمہ اور ترک گناہ کو اس کا ثمرہ

قرار دیتے ہیں اسی اعتبار سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:[۱]

اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ[۲]

''نادم ہونا توبہ ہے۔''

توبہ یہ ہے کہ پچھلی خطاؤں کی شرمندگی کی آگ میں باطن کا پگھلنا، اس تعریف میں صرف رنج دل کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اور بعضوں نے اس کی تصریح بھی کر دی ہے اور کہا ہے کہ توبہ ایک آگ ہے کہ دل میں بھڑکتی ہے اور ایک درد ہے جو جگر سے جدا نہیں ہوتا۔

اور حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں: ''بری حرکتوں کو اچھے کاموں سے بدل دینے کا نام توبہ ہے۔''

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توبہ ایسی ہو کہ جس کے بعد گناہ کی طرف لوٹنا ایسے ہی مشکل ہو جیسے تھنوں میں دودھ کا واپس جانا۔[۳]

گناہوں سے پاکی کے دو طریقے ہیں:

یاد رکھیں کہ جنت میں داخلہ تب ہی ممکن ہے جب آدمی گناہ سے پاک اور صاف ہو جائے اور گناہ سے پاک ہونے کے دو ہی طریقے ہیں:

پہلا طریقہ: یہ ہے کہ توبہ کی سوزش اور حرارت سے جسم کو گناہوں سے پاک کرے اور رات کو آنسو بہا کر گناہوں کو دھوڈالے اور جب اللہ سے ملاقات ہو تو گناہ صاف ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ: آدمی اپنے آپ کو جہنم کی آگ میں جلا کر گناہوں سے پاک صاف ہو کر جنت میں جائے اور ظاہر ہے کہ یہ طریقہ انسان کی برداشت سے باہر ہے۔

---

(۱) احیاء العلوم

(۲) سنن ابن ماجہ باب ذکر التوبۃ

(۳) معالم التنزیل فی تفسیر سورۃ التحریم

چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے:

فَمَآ اَصۡبَرَهُمۡ عَلَى النَّارِ [1]

''(تعجب ہے) یہ لوگ آتش (دوزخ) کو کیسے برداشت کرنے والے ہیں؟''

اس آیت میں اللہ نے ان لوگوں پر بہت ہی تعجب فرمایا ہے کہ اتنی شدید عذاب والی جہنم پر کیسے صابر ہیں؟ یعنی توبہ کر کے اس سے بچنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے، ظاہر ہے پہلا طریقہ ہی آسان ہے۔

توبہ کرنا واجب ہے :

وَتُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ [2]

''اور مومنو! سب خدا کے آگے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

اس آیت میں سب ایمان والوں کو توبہ کا حکم عام ہے اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا [3]

''مومنو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔''

''نصوح'' کے معنی ہے ایسی خالص توبہ جو صرف اللہ کے لئے ہو اور ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک ہو، ان دو آیتوں سے توبہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

توبہ کی فضیلت :

توبہ کی فضیلت پر قرآن پاک کی یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ نے اپنے کلام مجید

---

(۱) سورۃ البقرۃ آیت نمبر: ۱۷۵

(۲) سورۃ النور آیت نمبر: ۳۱

(۳) سورۃ التحریم آیت نمبر: ۸

میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (۱)

''کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

اور آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّائِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ (۲)

''توبہ کرنے والا اللہ کا پیارا ہے۔''

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (۳)

''گناہوں سے توبہ کرنے والا شخص ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔''

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تو ان کو فرشتوں نے مبارک باد دی اور حضرت جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ:

''اے آدم! اللہ نے جو آپ کی توبہ قبول فرمائی تو آپ کا کلیجہ ٹھنڈا ہوا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے جبرائیل! اگر قبول توبہ کے بعد بھی مجھ سے سوال ہو تو میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ اسی وقت ان پر وحی نازل ہوئی کہ اے آدم! تو نے اپنی اولاد کے لئے رنج و مشقت بھی میراث میں چھوڑی اور توبہ بھی، اے آدم! جو کوئی ان میں سے مجھے پکارے گا میں اس کی سنوں گا جیسی تیری سنی، اور جو کوئی مجھ سے مغفرت کا سوال کرے گا اس پر بخل نہ کروں گا یعنی معاف کرنے میں بخل سے کام نہیں لوں گا بلکہ ہر اس شخص کو معاف کر دوں جو بھی توبہ کرے گا

---

(۱) سورۃ البقرۃ آیت نمبر: ۲۲۲

(۲) فیض القدیر للمناوی باب فیض القدیر

(۳) سنن ابن ماجہ باب ذکر التوبۃ

اگر چہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں کیونکہ میں قریب اور مجیب ہوں، اے آدم! توبہ کرنے والوں کو قبروں سے ہنستے ہوئے اور بشارت سنتے ہوئے اٹھاؤں گا اور جو دعا کریں گے قبول ہوگی''، اور احادیث و آثار اس بارے میں بے شمار ہیں اور امت کا اتفاق ہے کہ توبہ واجب ہے اس لئے کہ اس بات کا علم ہو کہ گناہ و معاصی مہلک چیزیں ہیں اور اللہ سے دور کرنے والی ہیں۔ اور توبہ کرنے کی وجہ سے انسان کے جسم سے گناہ و معاصی کا زہر ختم ہو جاتا ہے اور ہر وہ شخص جو توبہ کرتا ہے اللہ کے قریب اور اس کا محبوب بن جاتا ہے۔

ہر حال میں توبہ فوراً واجب ہے :

جب دنیا فانی میں ہلاک ہونے کے ڈر سے زہر کا کھانا اور نقصان دہ چیزوں کا استعمال نہ کرنا ہر حال میں اسی وقت آدمی پر واجب سمجھا جاتا ہے تو ہلاکت ابدی کے ڈر سے مہلکات کا استعمال نہ کرنا بطریق اولیٰ فوراً واجب ہوگا اور جس طرح زہر کھانے والا جب اپنے فعل پر پشیمان ہوتا ہے اور یہ بات ضروری سمجھی جاتی ہے کہ فوراً اس کو معدے سے قے کر کے یا اور کسی حیلے سے نکال ڈالنا چاہئے اور یہ اسی لئے کرتا ہے کہ زہر کے اثر کرنے کی صورت میں جو بدن چند دنوں میں ضرور ضائع ہو جائے گا وہ بچ جائے۔

گناہ دین کا زہر ہے :

اسی طرح جو شخص دین کے زہر کو کھاتا ہے یعنی گناہ کرتا ہے اس پر بطریق اولیٰ واجب ہے کہ توبہ کرے اور ان گناہوں سے اللہ پاک کی طرف رجوع کرے یعنی زندگی کے ایام میں توبہ کو مسلسل عمل میں لائے اور گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے اس لئے کہ اس زہر سے یہ

خوف ہے کہ کہیں آخرت نہ چلی جائے حالانکہ آخرت ایک شی باقی ہے اور اس میں اچھا دوست، مضبوط سلطنتیں اور ناز و نعمت باقی ہے اور اس کے نہ ملنے میں دوزخ کی آگ اور عذاب جہنم اتنے دنوں تک بھگتنا پڑے گا کہ دنیا کی زندگی کے ایام کو اس سے کچھ بھی مناسبت نہیں اس لئے کہ اس کی مدت کی انتہا ہی نہیں ہے۔

دل پر مہر لگنے سے پہلے توبہ کرلو :

لہٰذا گناہ گار کو چاہئے کہ توبہ کی طرف بہت جلدی کرے ایسا نہ ہو کہ گناہوں کا زہر ایمان کی روح میں تاثیر کر جائے اور پھر طبیبوں کے ہاتھ سے اس کا علاج نکل جائے اور اس کے بعد نہ کوئی دوا اثر کرے نہ کوئی پرہیز نہ وعظ و نصیحت کام آئے اور تباہ کاروں میں لکھ دیا جائے اور اس آیت کا مصداق بنے:

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ (۱)

”ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں
تک (پھنسے ہوئے ہیں) اس وجہ سے ان کے سر اوپر کو اٹھے رہ گئے۔“

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ
وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (۲)

”اور ہم نے ان کے آگے بھی دیوار بنا دیا اور ان کے پیچھے بھی پھر ان پر پردہ
ڈال دیا تو یہ دیکھ نہیں سکتے اور تم ان کو نصیحت کرو یا نہ کرو ان
کے لئے برابر ہے وہ ایمان نہیں لانے کے۔“

---

(۱) سورۃ یٰس آیت نمبر: ۸

(۲) سورۃ یٰس آیت نمبر: ۹-۱۰

شیطان کے پھندے :

جب اللہ نے شیطان کو راندہ درگاہ کیا تو شیطان نے اللہ سے قیامت تک کی مہلت چاہی، سو اللہ نے اسے مہلت دے دی تو شیطان نے کہا کہ:

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (1)

''شیطان نے کہا کہ مجھے تو تُو نے ملعون کیا ہی ہے میں بھی تیرے سیدھے رستے پر اُن کو (گمراہ کرنے) کے لئے بیٹھوں گا، پھر ان کے آگے سے پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور اُن کی راہ ماروں گا) اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گذار نہیں پائے گا۔''

علماءِ مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں شیطان کے چاروں سمت سے آنے کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں:

پہلی توجیہ : یہ جو شیطان نے کہا کہ من بین ایدیھم ، میں سامنے سے آ کر انسان کو گمراہ کروں گا۔ سامنے سے مراد یہ ہے کہ شیطان انسان کو آخرت کے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا کرے گا اور لوگوں کے دلوں میں علماء اور مشائخ کا حسد ڈالے گا۔

ومن خلفھم ، میں پیچھے سے آ کر انسان کو اس طرح سے گمراہ کروں گا اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان انسان کے دلوں میں دنیا کی رغبت ڈالے گا اور اسی طرح انہیں قوم پرستی اور تعصب پر ابھارے گا۔

---

(1) سورۃ الاعراف، آیت نمبر: ۱۶-۱۷

وعن ایمانھم، میں دائیں جانب سے آکر انسان کو اس طرح سے گمراہ کروں گا اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان اعمال حسنہ کرنے والوں کے دلوں میں ریاکاری ڈالے گا۔ اسی طرح دین داروں کے دلوں میں اعمال پر اترانے کے جذبات ڈالے گا۔

وعن شمائلھم، میں بائیں جانب سے آکر انسان کو اس طرح سے گمراہ کروں گا اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان انسان کے دل میں گناہ کی رغبت ڈالے گا اور انہیں گناہوں کی طرف مائل کرے گا۔ (۱)

دوسری توجیہ : امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ انسان کے جسم میں چار بڑی طاقتیں ہیں ان ہی پر انسان کی سعادت مندی اور بدنصیبی کا دارومدار ہوتا ہے۔

پہلی قوت : انسان کے جسم میں پہلی طاقت قوتِ خیالیہ کی ہوتی ہے اس کا مرکز انسان کے دماغ کا اگلا حصہ ہے۔ من بین ایدیھم، یعنی شیطان سامنے سے آئے گا اور اسی قوت خیالیہ میں وسوسے ڈالے گا، اس قوت خیالیہ میں آدمی کے پاس چیزوں کی شکلیں جمع ہوتی ہیں۔

دوسری قوت : انسان کے جسم میں دوسری طاقت قوتِ وہمیہ ہے، اس کا مرکز انسان کے دماغ کا پچھلا حصہ ہے۔ ومن خلفھم، یعنی شیطان پیچھے سے آئے گا اسی کی طرف اشارہ ہے اور یہاں پر غیر محسوسات چیزیں اور وساوس جمع ہوتے ہیں۔ آدمی کے نظریات کا محل یہی ہوتا ہے یہاں شیطان عقائد کے متعلق وسوسے ڈالتا ہے۔

تیسری قوت : تیسری قوت انسان کے جسم میں قوتِ شہوانیہ ہے، اس کا مرکز انسان کا جگر ہے، یہاں پر انسان کی شہوات اور خواہشات جنم لیتی ہیں۔ وعن ایمانھم، یعنی شیطان تمھاری دائیں طرف سے آئے گا اس لفظ میں اسی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جگر انسان کی دائیں جانب ہوتا ہے۔

---

(۱) روح البیان

چوتھی قوت :چوتھی قوت انسان کے جسم مین قوتِ غضبیہ ہے، اس کا مرکز انسان کا دل ہے وعن شمائلھم ، یعنی شیطان تمھارے بائیں جانب سے آئے گا، اِس سے اسی کی طرف اشارہ ہے اور دل انسان کے بائیں جانب ہوتا ہے اور یہاں پر انسان کا غصہ، عجب، حسد اور اسی طرح کی بہت سی روحانی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

اور پھر فرمایا کہ جس شخص نے شیطان کے اوپر یہ چاروں روحانی راستے بند کردیے تو اب وہ شیطان کے اس شر سے محفوظ و ماموں ہوجائے گا۔(۱)

شیطان کے ورغلانے کے چار راستے :

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان میرے پاس ہر صبح ان چاروں راستوں سے آتا ہے:

پہلا راستہ :جب شیطان میرے سامنے سے آکر یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ:

لَا تَخَفْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

''تو خوف نہ کر بے شک اللہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

تو میں یہ آیت پڑھتا ہوں:

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا(۲)

''بے شک میں (یعنی اللہ) مغفرت اس شخص کی کرتا ہوں جو توبہ کرے اور نیک اعمال کرے۔''

یعنی میں اس سے یہ کہتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس شخص کی مغفرت فرماتے ہیں جو توبہ

---

(۱) تفسیر کبیر

(۲) سورۃ طٰہٰ آیت نمبر:۸۲

کرنے والے اور اعمال صالحہ کرنے والے اس کے فرمانبردار بندے ہیں اور یقیناً گناہ گاروں کی وہ زبردست پکڑ کرنے والے اور سزا دینے والے ہیں۔

دوسرا راستہ :شیطان جب میرے پیچھے کی جانب سے آکر یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تیری اولاد کا کیا بنے گا اور مجھے اولاد کی طرف سے خوف دلاتا ہے اور ان کے فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے تو میں یہ آیت پڑھتا ہوں:

وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّاعَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (۱)

''زمیں پر چلنے والے ہر چوپائے کا رزق اللہ پاک نے اپنے ذمے لے رکھا ہے۔''

یعنی ہر مخلوق کی روزی کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے تو میری اولاد کو بھی وہی روزی دے گا۔

تیسرا راستہ :جب شیطان میرے دائیں طرف سے آکر وسوسہ ڈالتا ہے اور میرے سامنے میری تعریف بیان کرتا ہے اور مجھ میں خود پسندی کو پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو میں اس آیت پڑھتا ہوں:

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ (۲)

''بہترین انجام تو متقیوں کا ہے۔''

یعنی اگر میرا خاتمہ تقویٰ پر ہوا تو میرا انجام بہترین ہوگا۔

چوتھا راستہ :جب شیطان میرے بائیں طرف سے آکر وسوسہ ڈالتا ہے اور مجھ میں شہوت اور دنیا کی لذت کو پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو میں یہ آیت پڑھتا ہوں:

وَحِیْلَ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ مَایَشْتَھُوْنَ (۳)

''ان لوگوں کی شہوت اور ان کے درمیان پر پردے حائل کردیے گئے ہیں۔''

---

(۱) سورۃ ھود آیت نمبر:٦
(۲) سورۃ القصص آیت نمبر:۸۳
(۳) سورۃ السبا آیت نمبر:۵۴

یعنی گذشتہ قوموں کے افراد اپنی تمام تر خواہشات کو پورا نہ کر سکے بلکہ ان کے اور ان کی خواہشات کے درمیان موت کے پردے حائل ہو گئے۔

موت کا وقت آنے کے بعد مہلت نہیں :

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ ملک الموت علیہ السلام جب کسی بندے پر ظاہر ہو کر بتلا دے کہ تیری زندگی کی ایک ساعت باقی ہے اس سے ایک لمحے کی بھی تاخیر نہ ہوگی تو بندے کو اس قدر حسرت اور ندامت ہوتی ہے کہ اگر بالفرض اس کے پاس تمام دنیا ہو تو اس کو دے ڈالنا قبول کرے بشرطیکہ عمر میں ایک ساعت کا اضافہ ہو جائے جس میں اپنی کوتاہیوں کی تلافی کر لے مگر اس وقت مہلت کہاں ہوگی:

وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ (۱)

اور ان میں اور ان کی خواہشوں کی چیزوں میں پردہ حائل کر دیا گیا۔

موت سے قبل اعمال کر لو :

آدمی کو چاہئے کہ موت سے قبل اعمال صالحہ کر لے، اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۲)

”اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آجائے تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا اور جب کسی کی موت آجاتی ہے تو خدا اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خبردار ہے۔“

---

(۱) سورۃ السبا آیت نمبر:۵۴

(۲) سورۃ المنافقون آیت نمبر:۱۰-۱۱

یعنی جب بندہ پر ملک الموت ظاہر ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ: اے ملک الموت مجھ کو ایک دن کی مہلت دے کہ اس میں اپنے پروردگار کے سامنے عذر اور قصور بیان کروں اور توبہ کرلوں اور اپنے نفس کے لئے کچھ عمدہ توشہ لے لوں، ملک الموت جواب دیتا ہے کہ: ''تو نے اتنے دن مفت برباد کئے اور کچھ نہ کیا اب ایک دن کہاں مل سکتا ہے؟'' پھر کہتا ہے کہ ''ایک گھڑی ہی کی مہلت دے'' فرشتہ کہتا ہے: ''تو بہت سی گھڑیاں ضائع کر چکا اب ایک گھڑی کی بھی مہلت نہ ملے گی'' اس کے بعد اس پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور جان حلق میں آجاتی ہے سانس سینے میں بولنے لگتی ہے اور توبہ اور معذرت سے ناامیدی اور حسرت ہونے لگتی ہے اور ندامت کے گھونٹ پیتا ہے کہ میں نے ناحق عمر ضائع کی ان دہشتوں کے صدمات کی وجہ سے اصل ایمان میں اضطراب واقع ہوتا ہے۔

حسن خاتمہ یا سوء خاتمہ :

اضطراب پر روح پرواز کرتی ہے اور یہ خاتمہ بد ہے اسی خاتمے کی شان میں ارشاد الٰہی ہے:

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا
حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ (۱)

''توبہ کی قبولیت ان کے لئے نہیں ہے جو برے کام کئے جاتے ہیں
یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت کا وقت آ کھڑا ہوتا ہے
تو وہ کہتا ہے کہ میں نے اب توبہ کر لی ہے''

---

(۱) سورۃ النساء آیت نمبر:۱۸

کس کی توبہ قبول ہوتی ہے؟

اور یہ جو ارشاد ہے:

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ (۱)

''اللہ نے توبہ قبول کرنے کی جو ذمہ داری لی ہے وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو نادانی سے کوئی بری بات کر ڈالتے ہیں پھر جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں۔''

اس کے معنی یہ ہیں کہ توبہ کا زمانہ گناہ کے زمانہ سے متصل ہو یعنی اگر گناہ سرزد ہو تو فوراً اس پر ندامت کرے اور اس کے متصل ہی بعد نیک عمل بجالائے ایسا نہ ہو کہ زیادہ مدت گزرنے سے دل پر اس گناہ کا زنگ اثر کر جائے اور پھر مٹنے کے قابل نہ رہے اسی لحاظ سے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا(۲)

''برائی کے پیچھے بھلائی کرو کہ وہ بھلائی اس کو مٹادے گی''۔

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت :

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو ارشاد فرمایا اور کہا: ''اے میرے بیٹے توبہ میں تاخیر مت کرنا کیونکہ موت اچانک آجاتی ہے جو شخص توبہ کے لئے جلدی نہیں کرتا اور آج کل پر ٹالتا رہتا ہے وہ دو بڑے خطروں میں مبتلا ہوتا ہے۔

پہلا خطرہ: ایک تو یہ کہ گناہوں کی تاریکی اگر مسلسل دل پر آئے گی تو زنگ اور مہر بن کر پھر مٹانے کے قابل نہ رہے گی۔

---

(۱) سورۃ النساء آیت نمبر:۱۷

(۲) بحوالہ سنن ترمذی باب معاشرت الناس

دوسرا خطرہ: دوسرے یہ کہ اگر اس عرصے میں مرض یا موت کے پنجے میں اسیر ہوجائے گا تو تلافی کی مہلت نہ ملے گی'

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کے اسباب :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ پانچ ایسی خصلتوں کی وجہ سے قبول فرمائی جس سے شیطان محروم تھا:

﴿۱﴾ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے قصور کا اعتراف کیا۔

﴿۲﴾ حضرت آدم علیہ السلام اپنے قصور پر نادم ہوئے۔

﴿۳﴾ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے نفس کو ملامت کیا۔

﴿۴﴾ حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ میں جلدی کی۔

﴿۵﴾ حضرت آدم علیہ السلام اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوئے۔

شیطان کی توبہ قبول کیوں نہ ہوئی؟

اور شیطان کی توبہ اِن ہی پانچ خصلتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے قبول نہ ہوئی ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر دائمی لعنت کی:

﴿۱﴾ شیطان نے اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا۔

﴿۲﴾ شیطان اپنے گناہ پر نادم نہیں ہوا بلکہ تکبر کیا کہ یہ مجھ سے کم تر ہے اور میں اس سے افضل ہوں اس لئے کہ میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں اور یہ مٹی سے تو افضل کم تر کو کیسے سجدہ کرے اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے راندۂ درگاہ کردیا۔

﴿۳﴾ شیطان نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کی۔

﴿۴﴾ شیطان نے توبہ میں جلدی نہیں کی۔

﴿۵﴾ شیطان اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوگیا کہ اب میرے لئے معافی کی کوئی صورت نہیں۔

پس جس کا حال حضرت آدم علیہ السلام جیسا ہوگا اللہ عزوجل اس کی توبہ کو قبول فرمالیں گے اور جس کا حال شیطان کی طرح ہوگا تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول نہیں فرمائیں گے۔

بس ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ان بری خصلتوں میں سے کوئی ایک بھی خصلت ہمارے اندر تو موجود نہیں کہ ہم توبہ سے محروم رہ جائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے دربار سے نکال دیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا دشمن خوش ہو۔ (۱)

اللہ کے ہر بندے سے دو فرمان :

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ اللہ اپنے بندوں کو دو راز بطریق الہام سنا دیتا ہے:

''ایک تو یہ کہ جب ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے تو اس کو ارشاد فرماتا ہے کہ اے بندے! تجھ کو میں نے دنیا میں پاک وصاف بھیجا ہے اور تیری عمر تیرے پاس امانت ہے اور تجھ کو اس کا امین مقرر کیا اب میں دیکھوں گا کہ تو کس طرح امانت کی حفاظت کرے گا اور مجھ سے کس حال میں ملے گا،،

''اور دوسرا راز روح نکلنے کے وقت ہوتا ہے کہ یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! جو امانت میں نے تیرے پاس رکھی تو نے اس میں کیا کیا؟ آیا اس کی اس وقت تک حفاظت کی اور عہد پر جما رہا تو میں بھی اپنا قول پورا کروں گا یا اس کو ضائع کر دیا تو میں مطالبہ کروں

---

(۱) تنبیہ الغافلین

گا اور سزا دوں گا'' اور اسی بات کا اس آیت میں اشارہ ہے:[1]

اَوۡفُوۡا بِعَہۡدِیۡۤ اُوۡفِ بِعَہۡدِکُمۡ[2]

''اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا میں اُس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا۔''

توبہ کے معاملہ میں لوگوں کی قسمیں :

جاننا چاہئے کہ توبہ کرنے والوں کے توبہ کے بارے میں چار طبقات ہیں:

پہلا طبقہ : تو یہ ہے کہ گناہ گار گناہ سے توبہ کر کے آخر عمر تک اسی پر قائم رہے جو کچھ پہلے گناہ کیا ہے اس کا تدارک کرے اور گناہوں کے دوبارہ کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لائے سوائے ان لغزشوں کے جن سے کہ آدمی عام طور سے بچ نہیں پاتا سوائے انبیاء اور رسل کے اور کسی گناہ کا خیال نہ گزرے پس توبہ پر قائم رہنا اسی کا نام ہے اور ایسے ہی کو تائب کہتے ہیں کہ خیرات میں آگے نکل گیا اور اپنی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل لیا اسی توبہ کو ''توبۃ النصوح'' کہتے ہیں اور ایسے ہی نفس کو ''نفس مطمئنہ'' بولتے ہیں جو اپنے پروردگار کے سامنے اس طرح جائے گا کہ یہ اس سے راضی اور وہ اس سے خوش ہوگا۔

دوسرا طبقہ : ایسی توبہ کرنے والا ہے جو اصل اطاعت کی بجا آوری اور تمام گناہ کبیرہ کے چھوڑنے پر استقامت حاصل کرے مگر تاہم ایسے گناہوں سے خالی نہیں جو اس سے بلا قصد و ارادہ صادر ہو جاتے ہیں یعنی اپنے کام کاج میں ان گناہوں میں پھنس جاتا ہے یہ نہیں کہ پہلے سے ان کا ارادہ پکا کیا ہو اور جب کبھی اس سے اس طرح کا گناہ سرزد ہوتا ہے تو اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے

---

(۱) احیاء العلوم

(۲) سورۃ البقرۃ آیت نمبر: ۴۰

اور شرمندہ ہوتا ہے اور افسوس کرتا ہے اور نئے سرے سے ارادہ مصمم کرتا ہے کہ اب ان اسباب سے بچتا رہوں گا جو مجھے گناہوں میں مبتلا کردیں۔ ایسے نفس کو "نفس لوامہ" کہنا مناسب ہے اس لئے آدمی کو چاہئے کہ کوشش کر کے اپنی خیر بنسبت شر کے زیادہ کرے یہاں تک کہ حسنات کا پلڑا بھاری ہو جائے مگر برائیوں کا پلڑا بالکل خالی رہنا نہایت مشکل ہے۔ بہر حال ایسے لوگوں کے لئے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے:

اَلَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الۡمَغۡفِرَةِ (۱)

"جو صغیرہ گناہوں کے سوا بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں بے شک تمھارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے۔"

پس جو صغیرہ گناہ آدمی سے بلا قصد سرزد ہو جائے وہ لمم میں داخل ہیں جو معاف ہے اللہ نے ایسے بندوں کو بہت پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِهِمۡ (۲)

"اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔"

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خِیَارُكُمۡ كُلُّ مُفۡتِنٍ تَوَّابٌ (۳)

"تم میں بہتر وہ لوگ ہیں کہ معصیت میں اگر مبتلا ہوں تو توبہ کریں"

كُلُّ بَنِیۡ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَیۡرُ الۡخَطَّائِیۡنَ التَّوَّابُوۡنَ الۡمُسۡتَغۡفِرُوۡنَ (۴)

"تمام بنی آدم خطاوار ہیں اور خطاواروں میں سے بہتر وہ ہے جو توبہ کریں اور مغفرت کے طلب گار ہوں"

---

(۱) سورۃ النجم آیت نمبر ۳۲
(۲) سورۃ آل عمران آیت نمبر: ۱۳۵
(۳) کنز العمال، فصل فی فضل التوبۃ واحکامھا
(۴) سنن ابن ماجہ باب ذکر التوبۃ

تیسرا طبقہ : یہ ہے کہ توبہ کرکے ایک مدت تک اس پر قائم رہے پھر کسی گناہ کی خواہش اس پر غالب ہو جائے اور اس کو قصداً اور ارادۃً کر بیٹھے اس وجہ سے کہ اس خواہش کے دبانے سے عاجز ہے مگر باوجود اس کے اطاعت کی بجا آوری ہمیشہ کرتا رہتا ہے اور گناہوں کا بھی باوجود قدرت و خواہش کے تارک ہے، صرف ایک خواہش یا دو خواہشوں سے مجبور ہے کہ وہ اس پر غالب آجاتی ہیں، تاہم یہ چاہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اس شہوت کے روکنے پر بھی قادر کردے تو کیا خوب ہو، یہ آرزو تو قبل معصیت ہو اور خطا سرزد ہونے کے بعد اس پر نادم ہو اور کہے کہ کیا اچھا ہوتا جو میں اس کام کو نہ کرتا اور اب میں مجاہدہ نفس کرکے اس کو اس شہوت سے روکوں گا اور اس خطا سے توبہ کروں گا مگر اس کا نفس ٹالتا رہتا ہے اور آج کل کرتا ہے اس طرح کے نفس کو وہ نفس سمجھنا چاہیے جس کا نام ''مسولہ'' ہے اور ایسے لوگ وہ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا [(۱)]

''اور کچھ اور لوگ ہیں (صاف) اقرار کرتے ہیں انہوں نے اچھے اور برے عملوں کو ملا جلا دیا ہے۔''

تو ایسا شخص جو کہ اپنی اطاعات پر مداومت رکھتا ہے اور اپنے کردار کو برا جانتا ہے اس نظریئے سے تو توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے مگر اس لحاظ سے کہ توبہ میں ٹال مٹول اور تاخیر کرتا ہے اس کا انجام پُرخطر ہے کیا معلوم ہے کہ موت توبہ سے پہلے ہی آدبائے پھر جو اللہ کو منظور تھا ویسا ہی ظہور میں آئے۔

چوتھا طبقہ : وہ ہے کہ توبہ کرکے کچھ روز قائم رہے پھر گناہ کا یا گناہوں کا مرتکب ہو بغیر اس کے کہ دل میں توبہ کرنے کا خیال ہو یا گناہ کرنے پر افسوس ہو بلکہ غافل آدمی کی طرح اتباع شہوت میں

---

(۱) سورۃ التوبۃ آیت نمبر:۱۰۲

ڈو بارہے تو ایسا شخص گناہ پر اصرار کرنے والوں کے زمرے میں ہے اور اس کا نفس ''امارہ بالسوء'' یعنی بدی کا حکم کرنے والا ہے اور خیر سے بھاگنے والا ہے ایسے شخص کے انجام کا برا ہونے کا خوف ہے، خدا جانے کیا ہو، اگر معاذ اللہ برائی پر خاتمہ ہوا تو ایسا بدبخت ہوگا جس کی بدبختی کی کچھ انتہا نہیں اور اگر بھلائی پر انجام ہوا یہاں تک کہ توحید پر مرا تو اس کو دوزخ کی آگ سے رہائی کی توقع ہوگی گو کچھ مدت کے بعد ہو اور یہ بھی محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی سبب خفیہ کے باعث جس کی اس شخص کو اطلاع نہ ہو اس کو معاف فرمادے۔ (۱)

قبولیت توبہ کے دلائل :

وَهُوَ الَّذِىْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْ عَنِ السَّيِّاٰتِ (۲)

اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور (ان کے) قصور معاف فرماتا ہے۔

غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ (۳)

جو گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اور اس کے علاوہ بہت سی آیات قبولیت توبہ میں وارد ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے زیادہ خوش ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ خوشی کا مرتبہ قبولیت سے بڑھ کر ہے تو یہ حدیث قبولیت پر کچھ زیادتی کے ساتھ دلیل ہوئی اور ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءَ النَّهَارِ وَ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءَ الَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا (۴)

''جو شخص رات میں صبح تک گناہ کرے اور جو دن میں رات تک گناہ کرے ایسے گناہ گاروں کی توبہ قبول کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے نکلے۔''

---

(۱) احیاء العلوم

(۲) سورۃ الشوریٰ آیت نمبر: ۲۵

(۳) سورۃ الغافر آیت نمبر: ۳

(۴) صحیح بخاری و مسلم باب

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

لَوْ اَخْطَأْتُمْ حَتّٰى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَاءَ ثُمَّ تُبْتُمْ لَتَابَ عَلَيْكُمْ[1]

”اگر تم اتنی خطائیں کرو کہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کرے گا۔“

ایک اور حدیث میں فرمایا:

كَفَّارَةُ الذَّنْبِ نَدَامَةٌ[2]

”گناہ کا کفارہ ندامت ہے۔“

اور یہ بھی فرمایا کہ:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ[3]

”گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ جس پر گناہ نہیں۔“

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب شیطان کو اپنی درگاہ عزت سے نکال دیا تو اس نے مہلت مانگی تو اس کو قیامت تک کی مہلت ملی، پھر اس نے عرض کیا:

يَا رَبِّ وَ عِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا اَزَالُ اُغْوِىْ بَنِىْ آدَمَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِىْ اَجْسَامِهِمْ

”قسم ہے تیری عزت وجلال کی جب تک انسانوں کے بدن میں
جان رہے گی اس وقت تک میں انہیں گمراہ کرتا رہوں گا“،

فَقَالَ الرَّبُّ وَ عِزَّتِىْ وَجَلَالِىْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُلَهُمْ مَاسْتَغْفَرُوْنِىْ

”اللہ پاک نے فرمایا مجھے بھی اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں بھی انہیں
اس وقت تک معاف کرتا رہوں گا جب تک یہ توبہ کرتے رہیں گے۔“[4]

---

(۱) ابن ماجہ باب ذکر التوبۃ
(۲) شعب الایمان البیھقی فصل فی قراءۃ القرآن من المصحف
(۳) ابن ماجہ
(۴) تفسیر قرطبی، ج ۵ سورۃ الحجر

اللہ پاک توبہ کو ضائع نہیں کرتے :

کیا اللہ آپ کی اس توبہ کو ضائع کر دیں گے؟ کیا اللہ کے یہاں آپ کی یہ توبہ رائے گاں اور برباد چلی جائے گی؟ ایسا نہیں ہوگا، اللہ کسی کی توبہ کو ضائع اور برباد نہیں کرتے۔ تو بس یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ انسان تو بہر حال انسان ہے اس سے خطا ہوتی ہے، گناہ اور جرم ہوتا ہے لیکن جرم کے بعد جب یہ اللہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے اور توبہ کر لیتا ہے تو اللہ اس کے قصور کو، جرم کو، غلطی کو اور اللہ اس کی لغزش کو ایسا معاف کر دیتے ہیں جیسا کہ اس سے کبھی گناہ ہوا ہی نہیں ہے بلکہ قرآن پاک میں اس سے بڑھ کر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (۱)

”ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا۔“

سیئات کو حسنات سے بدل دینے کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا اور ہر گناہ کی جگہ ایک ایک نیکی کا ثواب دے دیا جائے گا اور بعض حضرات نے تبدیلِ سیئات بالحسنات کا یہ مطلب لیا ہے کہ گزشتہ معاصی توبہ کے ذریعے ختم کر دیے جائیں گے اور ان کی جگہ بعد میں آنے والی طاعات لکھ دی جائیں گی۔ (۲)

توبہ کے بعد گناہ :

کبھی کبھی دل میں وسوسہ آتا ہے کہ ٹھیک ہے گناہ ہوگیا، توبہ کروں گا مجھ سے تو پھر گناہ ہو جاتا ہے، توبہ پر میں قائم و دائم نہیں رہ سکتا لہٰذا توبہ کو چھوڑ دو، ایسی توبہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، یہ شیطان کا وسوسہ ہے کہ شیطان ایسے وسوسے ڈال کر انسان کو توبہ کرنے سے دور کرتا ہے۔

---

(۱) سورۃ الفرقان، آیت نمبر: ۷۰

(۲) تفسیر روح البیان

توبہ کا چھوڑنا جائز نہیں :

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آدمی کو شیطان توبہ سے اس طرح سے دور کرتا ہے کہ بھائی تیری توبہ کا کیا ہی کہنا، آج توبہ کرو گے کل پھر گناہ کرو گے، چھوڑو توبہ کرنا ہی چھوڑ دو، یہ توبہ کے ساتھ استہزاء ہے اور تم توبہ کے ساتھ استہزاء مت کرو، یہ اللہ کے حکموں کے ساتھ مذاق ہے اور تم اللہ کے حکموں کا مذاق نہ اڑاؤ، ایسی توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے، فرمایا نہیں ایسی توبہ کا بھی فائدہ ہے، توبہ کسی حالت میں فائدے سے خالی نہیں، ایک آدمی توبہ کر رہا ہے اور اس کے دل میں ارادہ ہے کہ آج کے بعد گناہ نہیں کروں گا، اس کا کام عزم وارادہ کرنا ہے، باقی توبہ پر پکا رہا تو اللہ کا فضل اور کرم ہے اور اگر اس ارادے پر پختہ نہ رہا اور دوبارہ گناہ ہو گیا، تو اتنا فائدہ تو ضرور ہوگا کہ اس توبہ سے گزشتہ گناہ تو معاف ہو جائیں گے۔

تائب سے گناہ ہو جائے تو کیا کرے؟

جب تائب شخص کسی گناہ کا مرتکب ہو جائے تو اس پر دو باتیں واجب ہیں:

اول یہ کہ توبہ اور ندامت کرے،

دوسرے یہ کہ اس گناہ کے مٹانے کے لئے کوئی نیکی اس کے بدلے میں کرے۔

لہٰذا اگر نفس نے آئندہ کے لئے چھوڑنے کا عزم بسبب غلبہ شہوت کے نہ کیا تو گویا ایک واجب کی بجا آوری سے عاجز ہے اس صورت میں یہ نہیں ہونا چاہیے کہ دوسرے واجب کو بھی ترک کردے بلکہ نیکی کر کے برائی کے مٹانے کی تدبیر کرے اور نیکیوں سے ان برائیوں کا کفارہ کردے تاکہ اور کچھ نہ ہو تو یہ تو ہو کہ یہ شخص عمل صالح اور عمل بد دونوں کا عامل ہو جائے۔ اور ایسی

نیکیاں جن سے برائیاں ختم ہوجاتی ہیں وہ یا دل سے ہوتی ہیں یا زبان سے یا اعضاء سے پس جس جگہ سے برائی کا مرتکب ہوا ہو یا برائی کا سبب جہاں سے پیدا ہوا ہو نیکی بھی اسی جگہ سے کرنا چاہیے، مثلاً اگر بدی کا ظہور دل سے ہوا ہو تو اس کو اس طرح مٹادے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں گریہ وزاری کرے اور مغفرت اور عفو کا خواہاں ہو دل سے اطاعات کا اور اہل اسلام پر خیرات کا عزم رکھے اور زبان سے کفارہ کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ظلم کا اقرار کرے اور یوں کہے:

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَعَمِلْتُ سُوْءً فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (۱)

''اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور برا عمل کیا پس تو میرے گناہوں کو معاف فرمادے بے شک تیرے سوا کوئی معاف فرمانے والا نہیں۔''

اور اعضاء سے کفارہ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان سے اطاعات بجالائے اور صدقات ،نوافل اور مختلف عبادات ادا کرے۔

توبہ کے لئے آٹھ کام :

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی گناہ کے بعد آٹھ کام کرلے تو توقع ہے کہ وہ گناہ معاف ہوجائے گا، چار کام تو دل کے اعمال میں سے ہیں:

اول: توبہ کا قصد کرنا،

دوم: گناہ کی برائی کا دل میں سوچنا،

سوم: گناہ پر عذاب سے ڈرتے رہنا،

چہارم: اس گناہ کے بخشے جانے کی توقع کرنا۔

---

(۱) کتاب رفع المنارۃ ص ۲۲۴

اور چار کام اعضاء کے اعمال میں سے ہیں:

اول: یہ کہ گناہ کے بعد دو رکعت نماز پڑھے،

دوم: اس دو رکعت کے بعد ستر بار استغفار اور سو مرتبہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پڑھے،

سوم: کچھ صدقہ دے،

چہارم: ایک روزہ رکھے۔

اور بعض روایات میں ہے کہ وضو کامل کر کے مسجد میں جائے اور دو رکعت نماز پڑھے اور بعض میں چار رکعتوں کا ذکر ہے، پوشیدہ برائی کے عوض پوشیدہ بھلائی کرے اور ظاہر کے عوض ظاہر اور اسی بنا پر یہ قول ہے کہ پوشیدہ صدقہ دینے سے رات کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور ظاہر صدقہ دینے سے دن کے گناہ صاف ہو جاتے ہیں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (۱)

”اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے انہیں عذاب دیتا
اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے۔“

اسی وجہ سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے لئے دو پناہیں تھیں ایک پناہ تو چلی گئی یعنی جناب سرور کائنات ﷺ کا وجود بابرکت ہم میں نہ رہا اور ایک ابھی باقی ہے یعنی استغفار موجود ہے اگر وہ بھی نہ رہے گا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔

کامیاب انسان :

کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ توبہ کریں گے تو فائدہ نہیں ہے، مجھے تو پھر سے گناہ کرنا ہے،

(۱) سورۃ الانفال آیت نمبر: ۳۳

انسان اس موقع پر یہ سوچے اور اپنے آپ کو سمجھائے کہ دوبارہ گناہ کرنے پر میری زندگی کی کیا امید کی جا سکتی ہے، کیا پتہ اگلی مرتبہ گناہ کرنے کا موقع ہی نہ آئے اور اس توبہ کے فوراً بعد میری موت آجائے اور خاتمہ توبہ پر ہو جائے اور یہ انسان کی کامیابی ہے کہ آدمی کا خاتمہ توبہ پر ہو جائے، انسان نے توبہ کرلی اور اگلا گناہ نہیں کیا کہ اس سے پہلے پہلے اللہ اس کو اپنے پاس بلالیں، اور یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ جو انسان اللہ کی طرف پلٹتا رہتا ہے اللہ مرنے سے پہلے پہلے اس کو اپنا قریبی بنالیں گے۔

تائب اللہ کے قریب ہوتا ہے :

اللہ موت سے پہلے ضرور اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائیں گے، جو آدمی ایک مرتبہ بھی محبت اور پیار اور اللہ کے ڈر سے اللہ کا نام لیتا ہے اللہ اس کی زبان سے اس لفظِ اللہ کے نکلے ہوئے کو ضائع نہیں فرماتے، وہ کسی نہ کسی موڑ پر، موقع پر وہ لفظِ اللہ نکلا ہوا اور اللہ کے ڈر کا کلمہ نکلا ہوا اور وہ توبہ کا جملہ اس کی زبان سے نکلا ہوا کارآمد ثابت ہو جاتا ہے۔

توبہ کی شرائط :

حضرت علی ﷺ نے دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھے ہوئے توبہ کر رہا ہے، اللہ سے معافی مانگ رہا ہے تو حضرت علی ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ: دیکھو اگر تم توبہ کر رہے ہو تو چند چیزوں کا التزام کرلو آپ کی توبہ پکی ہو جائے گی۔

﴿۱﴾ پہلی شرط : توبہ کرو کہ جس گناہ سے توبہ کر رہے ہو اسے فی الوقت چھوڑ دو۔

﴿۲﴾ دوسری شرط : ارشاد فرمایا دل میں پکا عزم کرو کہ دوبارہ اس گناہ کی طرف آپ نہیں جاؤ

گے، اللہ تیری توبہ قبول فرمائیں گے۔

﴿۳﴾ تیسری شرط : ارشاد فرمائی کہ یہ کرلینا کہ جو گناہ آپ سے پیچھے ہو چکے ہیں ان پر ندامت اختیار کرنا، اللہ آپ کی توبہ کو قبول فرمالیں گے۔

﴿۴﴾ چوتھی شرط : یہ ارشاد فرمائی کہ اپنے نفس کو، جسم کو جتنا نافرمانی میں تھکایا ہے اتنا اللہ کی اطاعت اور اللہ کی عبادت میں اسے تھکاؤ۔

﴿۵﴾ پانچویں شرط : یہ ارشاد فرمایا کہ جن جن مجلسوں میں آپ نے اللہ کی نافرمانی کی ہے، جن جن دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر آپ نے اللہ کی نافرمانی کی ہے ان کے پاس جا کر اللہ کی حمد وثنا اور بڑائی کے تذکرے ضرور کرنا۔

﴿۶﴾ چھٹی شرط : یہ ارشاد فرمایا کہ جس جس زمین کے خطوں پر آپ نے گناہ کئے ہیں وہاں جا کے کچھ نہ کچھ نیک کام کر کے آجانا۔ کل قیامت کے دن جب زمین کا یہ حصہ بولے کہ اے اللہ اس بندے نے اس جگہ پر تیری نافرمانی کی تھی تو اگلے ہی لمحے دوسرا خطہ بولے کہ یہاں ہی اس نے نیکی بھی کی تھی، زمین کا ٹکڑا بولے کہ یا اللہ اس نے یہاں نافرمانی کی تھی اور اگلے ہی لمحے دوسرا حصہ بول پڑے کہ یہاں نیک عمل بھی کیا تھا تو وہ گناہ اور نیک عمل برابر ہو جائے گا اور تیری مغفرت ہو جائے گی۔[1] یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ حدیث میں بھی اس مفہوم کو نبی پاک ﷺ نے ذکر فرمایا ہے کہ جب انسان گناہ کر لیتا ہے تو اس گناہ کے بعد آدمی کو چاہیے کہ وہ نیکی کر لے اس لئے کہ نیکی کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس گناہ کی وجہ سے جو یہ اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہو گیا اور اللہ کی نگاہوں سے گر گیا اور اللہ نے اس کی نافرمانی کی وجہ

---

(۱) کتاب التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ، ص ۴۲

سے اور گناہ کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اس کی جو نفرت ڈالی ہے اگر اس گناہ کے بعد نیکی کرلے گا تو اللہ پاک اس نفرت کو واپس کھینچ لیں گے اور وہ نفرت وہاں سے نکل جائے گی اور اللہ کے یہاں جو اس انسان کا مقام گرا ہے اللہ اس مقام کو بلند فرمادیں گے، یہ کب ہے؟ جب آدمی سے گناہ ہو جائے اور آدمی توبہ اور ساتھ ساتھ نیک عمل بھی کرلے۔

جن اعضاء سے گناہ ہوا سی سے توبہ کرے :

اب اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ انسان کے جن جن اعضاء سے گناہ ہوئے ہیں انہی سے نیک عمل کرے مثلاً ہاتھ سے گناہ ہوگیا تو ہاتھ سے نیک کام کرے، پاؤں سے گناہ ہوا ہے تو پاؤں سے فرمانبرداری کی طرف چل کر جائے اور یہ نیت کرے کہ وہ جو میں نافرمانی کی طرف گیا تھا اب فرمانبردای کی طرف چل کر جارہا ہوں تا کہ کفارہ ہو جائے، زبان سے گناہ ہوگیا، کسی کو گالی دے دی، برا بھلا کہہ دیا، اب اس زبان کو اتنا ہی اللہ کی فرمانبرداری میں استعمال کرو، اللہ کی تسبیح میں استعمال کرو، قرآن کی تلاوت میں استعمال کرو، آنکھ سے گناہ ہوگیا ہے، آنکھ نے بدنگاہی کرلی، گناہ ہوگیا، نہیں کرنا چاہیے تھا، حرام ہے، حرام جگہ پر اس نے دیکھ لیا، جتنی دیر اس نے حرام چیز کو دیکھا ہے اتنی ہی دیر یہ اب حلال چیز کو اور جائز چیز کو دیکھے، جائز چیز کو دیکھنے کا کیا مطلب؟ کہاں آنکھ کو استعمال کرے؟ اتنی دیر قرآن کو دیکھے گا تو کفارہ ہو جائے گا، اگر دس منٹ بدنظری کی ہے تو دس منٹ قرآن کو دیکھ کر تلاوت کرے، اگر دس منٹ بدنظری کی ہے تو دس منٹ اپنی والدہ کی زیارت کرے، اپنے والد کی زیارت کرے اور پاس بیٹھ کر محبت بھری نگاہ سے دیکھے، یہ باپ کو دیکھنا بھی باعث اجروثواب ہے۔ تو جسم کے جس جزو سے اور جس عضو سے انسان نے گناہ کیا ہے

اور جس عضو سے آدمی گناہ صادر کر چکا ہے اسی عضو کو اور جسم کے اسی حصے کو اللہ کی فرمانبرداری میں اور اطاعت میں استعمال کرے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ انشاء اللہ گناہ کا کفارہ ہو جائے گا۔ میرے دوستو اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان بار بار اللہ کی طرف رجوع کرتا رہے۔

آئندہ گناہ سے بچنے کا پکا عزم ہو :

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: ''دن میں اگر ایک آدمی سو مرتبہ بھی گناہ کر لیتا ہے، سو بار بھی دن کو توبہ کر لیتا ہے تو اللہ اس کی ایک توبہ کو بھی ضائع نہیں فرمائیں گے، لیکن ہر بار توبہ میں یہ عزم ضرور ہو کہ آئندہ گناہ نہیں کروں گا، یہ تو دل کا معاملہ ہے، آدمی دل سے پکا ارادہ کرے کہ آئندہ اس جرم کے قریب نہیں جاؤں گا، پھر بھی اگر نادانستہ طور پر اگر اس سے جرم ہو گیا تو اللہ بڑا مہربان ہے، اللہ بخشنے والا ہے، غفور و رحیم ہے۔''

گناہ کی اقسام :

پھر اس کے بعد یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ گناہوں کی کئی قسمیں ہوتی ہیں، ان تمام سے آدمی اپنے آپ کو دور رکھنے کی کوشش کرے۔

پہلی قسم فرائض میں کوتاہی : مثلاً گناہ کی پہلی قسم یہ ہوتی ہے کہ انسان اللہ کے حق میں کوتاہی کرتا ہے، اللہ کے حق میں کوتاہی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کے کرنے کا اللہ نے بندے کو حکم دیا مثلاً نماز کا حکم آیا، واجبات کا حکم ہے، زکوٰۃ کا حکم ہے، قربانی کا حکم ہے، جن جن چیزوں کا اللہ نے حکم دیا اگر ان چیزوں سے انسان نے سستی کی اور ان اعمال کو نہیں کر پایا تو یہ اللہ کے حق میں اس نے کوتاہی کی ہے، اس کوتاہی کو پورا کرنے کی کوشش

کرے، اور یہ کیسے پوری ہوگی؟ اس کا ازالہ اس طرح سے ہوگا کہ جو اس کے ذمے میں فرائض ہیں ان کی ادائیگی کرے۔

دوسری قسم واجبات میں کوتاہی : جو واجبات ہیں ان کی پابندی کرے، فرائض نماز جو رہ گئی ہیں ان کی قضائیں اس کے ذمے واجب ہیں، جو واجبات رہ گئے ہیں وہ اس کے ذمہ لازم ہیں، واجبات کون سے ہوتے ہیں؟ سجدۂ تلاوت واجب ہے، کبھی کبھی رہ جاتا ہے آدمی کہتا ہے بعد میں کرلوں گا، ذمہ میں باقی ہے، جب تک ادا نہیں کرے گا یہ گناہ اس کے ذمے میں باقی ہے، اس گناہ کی تلافی اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ جو سجدے واجب چھوٹے ہیں اس کی ادائیگی کرے، اسی طرح سے کوئی نذر، منت مانی تھی، اگر میرا یہ کام ہوگیا تو یہ عمل کروں گا، اتنے نفل پڑھوں گا، اس کی ادائیگی بھی واجب ہے، یہ نذر مانی تھی اگر میرا یہ کام ہوگیا اتنا صدقہ اللہ کے راستے میں دوں گا تو یہ دینا بھی شریعت نے اس کے ذمہ واجب کیا ہے، جو اس نے خود اپنے ذمہ واجب کیا ہے تو شریعت نے یہ حکم دیا کہ جب آپ نے خود اپنے اوپر یہ عمل واجب کردیا ہے تو اللہ کا حکم ہے کہ اس کی ادائیگی کی فکر کیجئے، تو واجبات کی ادائیگی بھی ہو اور فرائض کی بھی ہو، اسی طرح سے اللہ کے حقوق میں ایک دوسری کوتاہی یہ ہے، ایک تو یہ ہے کہ اللہ کے حکموں میں اس نے کمی کی، یہ بھی کوتاہی ہے۔

تیسری قسم حدود اللہ میں تجاوز : ایک اور قسم کوتاہی کی یہ ہے کہ اللہ کے حکموں میں کمی تو نہیں کی حد سے زیادتی کرگیا جس کو اللہ نے یوں ذکر فرمایا:

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (۱)

''اور جو خدا کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔''

---

(۱) سورۃ الطلاق آیت نمبر:۱

اللہ کی حدود کیا ہیں؟

مثال کے طور پر شراب سے اللہ نے روکا ہے، جو آدمی شراب کے قریب چلا گیا اور اس کو اس نے استعمال کرلیا اس نے حد سے تجاوز کرلیا، یہ بھی بڑا گناہ شمار ہوگا، سود سے اللہ نے روکا ہے جو آدمی اپنے آپ کو سود میں ملوث کرلیتا ہے، سود کے لقمے کو کھالیتا ہے، اس انسان نے بھی اپنے آپ کو گناہ میں ملوث کرلیا یہ بھی حد سے تجاوز کرنا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کام کے کرنے کا حکم دیا ہے اور بعض کے چھوڑنے کا حکم دیا، جس کام کے کرنے کا حکم دیا اگر انسان اسے نہ کرے اور چھوڑ دے اللہ تعالی کے حقوق کی ادائیگی نہ کرے تو بھی ظالم شمار ہوگا اور جس کام سے منع فرمایا اور روکا ہے اگر ان کو بجالاتا ہے تب بھی ظالم شمار ہوگا۔

صغیرہ گناہ کیسے کبیرہ بن جاتے ہیں؟

کبائر کی طرح صغائر سے بچنا بھی ضروری ہے، سانپ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا بہر حال زہر آلود ہی ہوتا ہے اس لئے آدمی دونوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ اسی طرح مسلمان کو چاہئے کہ دونوں قسموں کے گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے اس لئے کہ صغیرہ گناہ چند اسباب سے کبیرہ بن جاتا ہے:

پہلا سبب : ان میں سے ایک اصرار (مسلسل) ومواظبت (ہمیشگی) ہے اور اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ اصرار کے ساتھ کوئی سا گناہ صغیرہ نہیں اور نہ استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر آدمی ایک کبیرہ گناہ کرکے توبہ واستغفار کرے اور پھر دوسرا کبیرہ نہ کرے اگر اس توبہ پر باقی رہا تو مغفرت ومعافی کی توقع اس صورت میں زیادہ ہے بہ نسبت اس گناہ صغیرہ کے جس

پر ہیشگی اختیار کی جائے اور اس کی مثال یہ ہے کہ اگر پتھر پر پانی کا ایک ایک قطرہ مسلسل گرتا رہے تو اس میں نشان پڑ جائے گا اور اگر سارا پانی اسی مقدار میں جتنا قطروں میں گرا ہے ایک دفعہ پتھر پر ڈال دیا جائے تو کچھ نشان نہ ہوگا اسی تاثیر کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ (۱)

''سب سے زیادہ محبوب اعمال وہ ہیں جن پر ہیشگی ہو اگر چہ وہ تھوڑے ہوں''

دوسرا سبب : اور ایک سبب صغیرہ کے کبیرہ ہو جانے کا یہ ہے کہ گناہ کو چھوٹا جانے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جتنا آدمی اپنے گناہ کو زیادہ سمجھے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹا ہوگا اور جتنا گناہ کو صغیرہ جانے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبیرہ ہوگا۔ اس واسطے کہ گناہ کو بڑا سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ دل میں کراہت ونفرت اس گناہ کی موجود ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا جانتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ اوپر آ گیا ہے اب سر پر گر پڑے گا۔ اور منافق اپنی خطا کو ایسا سمجھتا ہے جیسے ناک پر مکھی بیٹھی اور اس کو اڑا دیا۔

تیسرا سبب : اور ایک سبب صغیرہ کے کبیرہ ہونے کا یہ ہے کہ گناہ کر کے خوش ہو اور فخر کرے اور جانے کہ مجھ سے جو یہ کام ہوا تو اللہ کی نعمت کے سبب سے ہوا ہے اور اس بات سے غافل ہو کہ یہ گناہ شقاوت یعنی بدبختی کی وجہ سے ہے، جس قدر صغیرہ گناہ کا آدمی کو مزہ معلوم ہوگا اتنا ہی وہ بڑا ہوگا اور دل کی تاریکی میں اس کی تاثیر بھی قوی ہوگی یہاں تک کہ بعض گناہ گار ایسے ہوتے ہیں کہ اپنی خطا پر لوگوں کی تعریف چاہتے ہیں۔

چوتھا سبب : اور ایک وجہ صغیرہ کے کبیرہ ہونے کی یہ ہے کہ اللہ کی پردہ پوشی اور مہلت دینے کو

---

(۱) بخاری ومسلم باب فضیلۃ عمل الدائم من قیام الیل

اس کی عنایت کا باعث سمجھے اس لئے گناہ کے ترک کرنے میں کاہلی کرے اور یہ نہ جانے کہ مہلت دینے سے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اور زیادہ گناہ کرلے تو یہ مہلت ناراضگی کی دلیل ہے جس کو یہ شخص موجب عنایت سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ(۱)

''اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ (اگر یہ واقعی پیغمبر ہیں تو) جو کچھ ہم کہتے ہیں خدا ہمیں اس کی سزا کیوں نہیں دیتا (اے پیغمبر!) ان کو دوزخ (ہی کی سزا) کافی ہے یہ اسی میں داخل ہوں گے۔''

پانچواں سبب : اور ایک سبب صغیرہ کے کبیرہ ہونے کا یہ ہے کہ گناہ کرکے اس کو کہتا پھرے یا دوسرے کے سامنے کرے، ایسا کرنے سے چند برائیاں لازم آتی ہیں:

﴿۱﴾ ایسا شخص اللہ کی پردہ پوشی کو ختم کرتا ہے، ﴿۲﴾ دوسروں کو گناہ کی رغبت دلاتا ہے، ﴿۳﴾ برائی کرکے برائی کو پھیلاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ اُمَّتِیْ مَعَافِیْ اَلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ وَاِنَّ مِنَ الْاِجْهَارِ اَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَ قَدْ سَتَرَ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهٗ رَبُّهٗ فَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سَتَرَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَنْهُ(۱)

''میری امت کے تمام لوگوں کے گناہ معاف ہوسکتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں یعنی رات کو ایک آدمی گناہ کرتا ہے اور صبح یوں کہتا ہے کہ میں نے آج رات کو ایسا ایسا گناہ کیا حالانکہ اللہ نے اس پر پردہ ڈالا ہوا تھا، رات تو اس نے اللہ کی پردہ پوشی میں گزاری اور صبح کو از خود اس کی پردہ دری کی۔''

---

(۱) سورۃ المجادلۃ آیت نمبر: ۸

(۱) طبرانی فی الاوسط بحوالہ کنز العمال ج ۴ ص ۱۰۰، حدیث ۱۰۳۳۳

یعنی گناہ کر کے اور لوگوں میں بتاتے پھرنا بھی گناہ ہے کیونکہ ایسا کرنے کے دو نقصانات ہیں:

﴿۱﴾ آدمی لوگوں کی نگاہوں میں از خود ذلیل ہوتا ہے حالانکہ اپنے آپ کو از خود ذلیل کرنا بھی جائز نہیں۔

﴿۲﴾ لوگ اس گناہ کی طرف راغب ہوں گے، وہ بھی دیکھ اور سن کر یہ گناہ کریں گے۔

اس لئے اپنے گناہ کو ظاہر کرنے پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اور تمام قارئین کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (۱)

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

---

(۱) احیاء العلوم

فکرِ آخرت

مکتبہ فکرِ آخرت

جامع مسجد رفاہ عام ملیر ہالٹ کراچی

www.fikreakhirat.org ﴾جامع مسجد رفاہِ عام﴿